قادیانی حساب

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ایڈیشن اول پر قادیانیوں کے اعتراضات کے جوابات

پروفیسر محمد الیاس برنی

طالب دعا۔ زوہیب حسن عطاری

قادیانی حساب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ دوم

قادیانی حساب

(ا) تمہید

سال گزشتہ قادیانی صاحبان نے سیکرٹری دعوت و تبلیغ جماعت عالیہ احمدیہ حیدر آباد دکن کے نام پر ایک رسالہ حیدر آباد سے شایع کیا: "ختم نبوت اور پروفیسر الیاس برنی"۔ اس کے جواب میں ہماری ایک کتاب شایع ہوئی ہے: "قادیانی مذہب"۔ پھر قادیانی صاحبان نے غلام قادر شرق صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ بنگلور کے نام پر دوسرا رسالہ شایع کیا: "الیاس برنی کا علمی محاسبہ"۔ اس رسالہ کے مضامین بہت غیر معتدل تھے۔ ان کو پڑھ کر بھید کھلا کہ حیدر آباد چھوڑ کر اس کو بنگلور سے کیوں شایع کیا گیا' تاہم یہ رسالہ حیدر آباد میں بکثرت تقسیم ہوا۔ اس کے جواب میں بھی ایک رسالہ "قادیانی جماعت" ہم نے شایع کر دیا کہ جو الزام دیئے گئے اور مغالطے پیدا کیے گئے' ان کا ازالہ ہو جائے۔

امسال قادیانی صاحبان نے پھر ایک رسالہ "احمدی جماعت" ان ہی غلام قادر شرق صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ بنگلور کے نام پر شایع کیا اور حسب سابق اس کو بھی حیدر آباد میں خوب تقسیم کیا۔ مضامین اس کے بھی بہت غیر معتدل ہیں مگر اس میں اور پہلے رسالہ میں ایک نمایاں فرق ہے' وہ یہ کہ پہلے رسالہ کا لہجہ بہت جارحانہ تھا اور

اس کا لہجہ نہایت مظلومانہ ہے۔ پہلا رسالہ رجز تھا اور یہ نوحہ ہے مگر الزام اور مغالطوں کی اس میں بھی کمی نہیں۔ حسب سابق حکومت اور حکام تک لپیٹا ہے ع

درازدستی ایں کوتہ آستیناں بیں

اس رسالہ میں یہ اعلان بھی کیا گیا کہ:

"ہم نے پبلک کو برنی صاحب کے جواب کا وعدہ دیا تھا اور انتظار کی درخواست کی تھی۔ اب انشاء اللہ پہلا جواب جماعت احمدیہ حیدر آباد کی طرف سے ان سطور کے ساتھ دو یا چار روز بعد پبلک کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا"۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دو چار روز بعد قادیانی صاحبان کی طرف سے ایک کتاب "تصدیق احمدیت" حیدر آباد میں تقسیم اور فروخت ہونے لگی۔ یہ ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کا جواب ہے۔ سید بشارت احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ قادیان سے طبع ہو کر آئی ہے۔ حیدر آباد' بنگلور اور قادیان کے اتحاد عمل سے کام میں کیسی سہولت ہو گئی۔

"تصدیق احمدیت" کی دلچسپ خصوصیت اس کی ہیئت ترکیبی ہے۔ عبارت کو دیکھئے کہیں چست' کہیں سست' کہیں پختہ' کہیں خام۔ اکثر مضامین بھی بے ربط و ناتمام۔ اشتراک ناقص کا لازمی انجام بسرطور ہو گیا جیسا ہوا کام۔ بڑی خوبی یہ کہ جنرل سیکرٹری صاحب کے نام سے کتاب شائع ہوئی' کسی کی دیانت پر دھبہ نہ آیا۔ سیکرٹری صاحب کو ہر طرح حق نیابت حاصل ہے' خاص کر جب کہ سند وکالت بھی حاصل ہو' تاہم ع

نہاں کہ ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

ہماری پہلی کتاب "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" یوں تو قادیانی صاحبان کو سخت ناگوار گزری تاہم جس حد تک بھی انہوں نے اس کی قدر فرمائی' اس کا شکریہ واجب ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"برنی صاحب کے نام نہاد علمی محاسبہ سے اور کچھ نہیں تو کم از کم اس قدر فائدہ تو ہو چکا ہے کہ بعض طبائع میں اس ذریعہ سے تحقیق حق کی خواہش پیدا ہو گئی ہے اور ہم بھی خدا سے یہی چاہتے تھے کہ لوگوں میں احمدیت کے

متعلق تحقیق کا شوق پیدا ہو۔ برنی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے ع

خدا شرے بر انگیزد کہ خیرے ما دراں باشد

("تصدیق احمدیت" ص ۴)

"تصدیق احمدیت" کے شروع میں جو معذرت درج ہے' اس سے معلوم ہوا کہ ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے دوسرے ایڈیشن کا انتظار ہو رہا ہے کہ جدید ترتیب اور مزید مضامین کے ساتھ ایک بڑی کتاب کی شکل میں نمودار ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ قادیانی صاحبان کا انتظار پورا ہوگیا اور حسب دل خواہ کتاب حاضر ہے۔ ہم نے اس سلسلہ میں تیز مواد کا وعدہ کیا تھا' سو کچھ فی الحال پیشکش ہے' ذرا بھی حس باقی ہو تو اسی قدر کافی ہے تاہم مزید آئندہ انشاء اللہ۔

قادیانی صاحبان نے اول بھی ہم کو تبادلہ خیالات کی دعوت دی تھی اور ہم نے معذرت چاہی' تو اپنے پہلے رسالے میں اعلان کیا کہ

"ہمارے ایک نمائندے نے' جو جلسہ میلاد النبی متذکرہ میں شریک تھے' پروفیسر الیاس برنی صاحب سے اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات کی دعوت دی تھی لیکن صاحب موصوف نے اپنی عدیم الفرصتی کا عذر کیا اور فرمایا کہ علمائے کرام سے رجوع کیا جائے۔ یہ جواب قابل غور ہے"۔

(رسالہ "ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی" ص ۸)

اس اعلان کے بعد قادیانی صاحبان نے جلسے بھی کیے' جن میں ہمارا خاص ذکر مذکور رہا۔ بالآخر ہم نے "قادیانی مذہب" کتاب لکھ کر فرمائش کی تعمیل کر دی۔ اپنی کتاب "تصدیق احمدیت" میں پھر ہم کو اصرار سے دعوت دی ہے۔ ہم اس توجہ فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ تکمیل فرمائش میں کوتاہی نہ ہوگی۔ البتہ بنگلور کے جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ' جو اس دعوت کے خلاف رسالے نکال رہے ہیں' ان کی تاویل و تردید حیدر آباد کے جنرل سیکرٹری صاحب کے ذمہ ہے جنہوں نے ہم کو دوبارہ دعوت دی ہے کہ

"کیا ہم امید کریں کہ برنی صاحب خود یا تعلیم یافتہ پبلک کے زور دینے سے اس میدان میں آئیں گے؟ اس سے بڑھ کر ہم خرما وہم ثواب اور کیا

ہو سکتا ہے"۔

("تصدیق احمدیت" ص ۴)

قادیانی کتابوں کے معاملے میں چونکہ شکایت کی صورت پیش آئی' شکایت لکھ دی۔ اس کے بعد جو کتابیں ملیں تو اس کی کیفیت اور شکریہ بھی قادیانی مذہب کے دوسرے ایڈیشن میں پیش کر دیا۔ "تصدیق احمدیت" میں جو کتابیں عنایت کرنے کا مزید اعلان کیا گیا ہے کہ

"آیندہ کے لیے بھی یہ صاف اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ جب چاہیں نہ صرف قیمتاً بلکہ مفت یا مستعار بھی کتابیں ہمارے پاس سے طلب کر سکتے ہیں"۔

("تصدیق احمدیت" ص ۸)

اس اعلان کا بہت بہت شکریہ! ہمیں یقین ہے کہ اس کی پوری پابندی ہوگی اور انشاء اللہ حسب سابق قیمت بھی پیشکش ہوگی۔ بہت سی کتابیں خریدنے کے بعد بھی متعدد ضروری کتابیں ملنی باقی ہیں۔ اپنی طرف سے بھی تلاش جاری ہے' بصورت مجبوری تکلیف دی جائے گی' اطمینان فرمائیں۔

قادیانی صاحبان نے اپنے دونوں رسالوں اور اپنی کتاب میں' جو عذرات اور اعتراضات پیش کیے ہیں' ان کے متعلق وافر معلومات "قادیانی مذہب" اور "قادیانی جماعت" میں موجود ہیں۔ ان دونوں کے جدید ایڈیشن بھی شایع ہو گئے ہیں' تاہم بعض امور جن کو حال میں قادیانی صاحبان نے پیش کیا ہے' ذیل میں واضح کرتے ہیں۔

(۲) ابتدا کی بحث

اول رسالہ "احمدی جماعت" کو لیجیے۔ قادیانی صاحبان نے کس طرح بحث پیدا کی اور ہم کو زبردستی اس میں گھسیٹ لیا۔ حیدر آباد اس سے بخوبی واقف ہے۔ "قادیانی مذہب" اور "قادیانی جماعت" میں بھی اس کی پوری کیفیت درج ہے۔ واقعات کا انکار تو مشکل تھا اور سچ بات ماننے سے الزام آتا تھا' اس لیے اصل واقعہ سے پیچھے ہٹ کر جدید رسالہ "احمدی جماعت" میں سال بھر سوچ کر یہ شکایت نکالی گئی کہ

"شاہی عاشور خانہ کے جلسہ میلاد کے کارکن کئی سال سے ایک ایسی تقریر رکھا کرتے تھے کہ جس سے احمدی جماعت کی تردید مقصود ہوتی تھی' چنانچہ اس جگہ ایک صاحب نے لعنت لعنت کر کے نعرے لگوائے"۔

واقعی سچ بولنے کی حد ہو گئی اور عام و خاص سب کو کامل یقین ہو گیا کہ راست بازی قادیانی صاحبان ہی کا حصہ ہے۔ حیدر آباد میں قادیانی صاحبان کے ساتھ جو رواداری اور حسن خلق برتا گیا' ہندوستان میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے' لیکن اس کا جو ثمرمل رہا ہے' وہ بھی کچھ کم سبق آموز نہیں۔

(۳) سیاسی چکر

قادیانی صاحبان ہر جگہ سیاسیات میں پڑ جاتے ہیں' خوب پتنگ بڑھاتے ہیں' کوئی بولے تو جھنجلاتے ہیں' اتہام سے دھمکاتے ہیں' حد سے گزر جاتے ہیں' پھر بعد کو پچھتاتے ہیں' تو بات بناتے ہیں۔

چنانچہ اپنے پہلے رسالے میں ہم پر بگڑے' تو افترا کے جوش میں ایسے مدہوش ہوئے کہ آداب و مراتب کی بھی تمیز کھو بیٹھے۔ بات کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ ملاحظہ ہو:

"تعجب ہے کہ حکیم السیاست' سلطان دکن تو تاج برطانیہ کا یار وفادار کہلانا باعث فخر سمجھیں مگر برنی صاحب اپنے رسالے کے صفحات ۶۸ اور ۱۰۳ پر اس اقتدار اعلیٰ سے وفاداری کی تعلیم کے نیچے خط کھینچ کر لوگوں میں حقارت و بغاوت کے جذبات کی آگ مشتعل کریں"۔

("الیاس برنی کا علمی محاسبہ" ص ۳' مولفہ غلام قادر شرق صاحب قادیانی)

اپنے رسالہ "قادیانی جماعت" میں اس الزام کا جواب دیتے ہوئے ہم نے قادیانی صاحبان کو تنبیہہ کی تھی کہ بے سروپا اتہامات کے ضمن میں حضرت اقدس بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کو بحث میں لا کر اس طرح اظہار تعجب کرنا آخر کیا معنی پیدا کرتا ہے' اگر یہ حرکت دانستہ ہے تو خوفناک ہے اور اگر نادانستہ ہے تو شرمناک۔ تجربہ کار مبلغین اور قادیانی عہدہ داران کو اپنی ذمہ داری معلوم ہونی چاہیے۔ رہا یہ عذر کہ دوسروں کے نام سے رسالہ بنگلور سے چھپ کر آیا ہے' اس سے تو اور اشتباہ بڑھتا ہے۔

عذر گناہ بدتر از گناہ۔

بالآخر قادیانی صاحبان نے پہلو بدل دیا۔ دوسرے رسالے میں خصوصیت سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا' امن کا اعتراف کیا۔ ع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی!

قادیانی صاحبان تو اپنے آپ کو ایک مذہبی گروہ بتاتے ہیں۔ ان کو سیاسیات میں اس قدر الجھنے کی ضرورت کیا ہے۔ برطانوی ہند میں بھی مدت سے اپنی وفاداری اور امن پسندی کے ترانے گاتے رہے اور بظاہر امن پسند بنے رہے' لیکن خدا جانے کیا اندرونی صورتیں پیش آئیں کہ حکومت ہند جیسی بیدار اور مدبر حکومت کے متعلق میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیاں نے حال میں اس شکایت کا اعلان کیا کہ

> "احمدیت (یعنی قادیانی تحریک) کے ابتدا میں انگریز مخالف نہ تھے' سوائے چند ابتدائی ایام کے جبکہ وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے۔ بہت تھوڑے ہیں جو جماعت کی خدمات سمجھتے ہیں' باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ ہمیں غصہ سے دیکھتے اور اگر انگریزوں کا فطری عدل مانع نہ ہو تو شاید وہ ہمیں پیس ہی دیں۔
>
> انگریز شاید خیال کرنے لگے ہیں کہ اتنی بڑی منظم جماعت مخالف ہو گئی' تو ہمارے لیے بہت پریشانیوں کا موجب ہوگی اور وہ اتنا نہیں سوچتے کہ جماعت احمدیہ کی مذہبی تعلیم یہ ہے کہ حکومت کی فرمانبرداری کی جائے تو پھر جماعت احمدیہ گورنمنٹ کی مخالف کس طرح ہو سکتی ہے لیکن وہ گربہ کشتن روز اول کے مطابق ہمیں دبا دینا ضرور سمجھتی ہے"۔
>
> (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲۱' نمبر ۱۰' بابت ۱۵ مارچ ۱۹۳۴ء)

(۴) احتیاط کی بات

اللہ رے رعب ایمانی اور سطوت سلطانی' سید المرسلین' خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خادم و فدائی امیر المومنین خلد اللہ ملکہ' کی بارگاہ میں نذر عقیدت

پیش کرتے ہوئے قادیانی صاحبان کس احتیاط سے جناب مرزا صاحب کا تعارف کراتے ہیں کہ خاتم الاولیاء سے زیادہ زبان نہیں کھلتی اور فی الحقیقت دعاوی کیا ہیں' نمونتاً ملاحظہ ہوں۔

"خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی ہے' لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں' وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے"۔

("تتمہ حقیقت الوحی" ص۱۴۸' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب' "روحانی خزائن" ص۵۸۷' ج۲۲)

"اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں' اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں' تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا' اس لیے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لیے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں' وہ نہیں مانتے"۔

("چشمہ معرفت" ص۳۱۷' "روحانی خزائن" ص۳۳۲' ج۲۳' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اگر کوئی شخص خلی بالطبع ہو کر اس بات پر غور کرے گا تو ...... روز روشن کی طرح اس پر ظاہر ہو جائے گا کہ مسیح موعود ضرور نبی ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص کا نام قرآن کریم نبی رکھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی رکھیں' کرشن نبی رکھے' زرتشت نبی رکھے' دانیال نبی رکھے' اور ہزاروں سالوں سے اس کے آنے کی خبریں دی جا رہی ہوں' لیکن باوجود ان سب شہادتوں کے وہ پھر بھی غیر نبی کا غیر نبی ہی رہے"۔

("حقیقت النبوۃ" ص۱۹۹-۱۹۸' مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیاں)

"اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے کہ جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (مرزا صاحب) کو تم نے دیکھ لیا' جس کے دیکھنے کے

لیے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی' اس لیے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو"۔

("اربعین نمبر۴" ص ۲۔۳ "روحانی خزائن" ص ۴۴۲' ج ۱۷' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہو گا اور تیرا مخالف رہے گا' وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے"۔

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب' "معیار الاخیار" مندرجہ "تبلیغ رسالت" جلد نہم' ص ۲۷' مجموعہ اشتہارات مرزا صاحب' ص ۲۷۵' ج ۳)

(۵) کربلا کی امثال

قادیانی صاحبان امن و عافیت کا اعتراف کرنے کے بعد بھی اپنے حق میں کربلا کا نقشہ کھینچتے ہیں اور حسب عادت تمثیلات کو بے ادبی تک پھیلاتے ہیں' مثلاً یہ کہ "اہل بیت (یعنی قادیانیوں) پر پانی بند کرا دیا"۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ حیدر آباد فرخندہ بنیاد اہل بیت اطہار کے فدائیوں سے آباد و بامراد ہے' البتہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا خاص الہام ہے اخرج منہ الیزیدیون یعنی قادیان میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں' حتیٰ کہ مرزا صاحب کی تحقیق کے بموجب چودھویں صدی کا دمشق بھی قادیان ہے' گویا کہ اس زمانہ کے یزید کا صدر مقام ہے۔ یزید تو اس درجہ بدنام ہے لیکن اس جسارت کا کیا انجام ہے' ملاحظہ ہو:

"افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں' ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کے نص صریح کے برخلاف ہے' جیسا کہ آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم سے سمجھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رجال میں سے تھے عورتوں میں سے تو نہیں تھے (اللہ رے گستاخی۔۔۔

للمولف) حق تو یہ ہے کہ اس آیت نے اس تعلق کو' جو امام حسینؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ پسر دختر ہونے کے تھا' نہایت ہی ناچیز کر دیا ہے..... ہاں یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راست باز بندوں میں سے تھے لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے...... ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اس کو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسینؓ کو اس سے کیا نسبت ہے...... پس اگر درحقیقت میں ہی مسیح موعود ہوں تو خود سوچ لو کہ حسینؓ کے مقابل میں مجھے کیا درجہ دینا چاہیے اور اگر میں وہ نہیں ہوں تو خدا نے صدہا نشان کیوں دکھلائے اور کیوں وہ ہر دم میری تائید میں ہے"۔

("نزول المسیح" ص ۴۵ تا ۵۰' "روحانی خزائن" ص ۴۲۸ تا ۴۲۳' ج ۱۸ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مزید برآں مرزا صاحب کے چند اشعار مع ترجمہ مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ ہوں۔ "قصیدہ اعجازیہ" جو مرزا صاحب کا خاص الہام ہے' ایسی ہی خوش عقیدگیوں کا مجموعہ ہے۔

وقالوا علی الحسین فضل نفسہ   اقول نعم واللہ ربی سیظھر

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسین اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں (اچھا سمجھتا ہوں) اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا (کہ میں اچھا ہوں)

("اعجاز احمدی" ص ۵۲' "روحانی خزائن" ص ۱۶۳' ج ۱۹' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وشتان ما بینی وبین حسینکم   فانی اوید کل ان وانصر
واما حسین فاذکروا دشت کربلا   الی ھذہ الایام تبکون فانظروا

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر (رہا) حسینؓ پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو' اب تک تم روتے ہو۔

("اعجاز احمدی" ص ۶۹' "روحانی خزائن" ص ۱۸۱' ج ۱۹' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

وانی قتیل الحب ولکن حسینکم　　قتیل العدو فالفرق اجلی واظھر

اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے' پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔

("اعجاز احمدی" ص ۸۱' "روحانی خزائن" ص ۱۹۳' ج ۱۹' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرزا صاحب ہر آن کربلا کی سیر کرتے ہیں اور اپنی جیب میں سو حسین ڈالے پھرتے ہیں۔ (استغفراللہ!)

کربلا نیست سیر ہر آنم　　صد حسین است در گریبانم

("درثمین فارسی" ص ۱۷۷' مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب' "روحانی خزائن" ص ۴۷۷' ج ۱۸)

(۶) کھیت کا غم

قادیانی صاحبان کے واویلا کا اصلی راز کیا ہے۔ خود ہی فرماتے ہیں: "ہم کو خوف ہے تو صرف یہ کہ ہمارا کھیت تباہ نہ ہو جائے" اور مسلمانوں کا عام احساس ہے کہ خدا چیل سین (ناگ پھنی) سے نجات دلائے۔ قادیانی صاحبان کے کھیت میں جو فصل کاشت ہوتی ہے' اس کی حقیقت خود ان ہی کی زبانی سنئے' کیسی زہریلی پیداوار ہے۔ خدا محفوظ رکھے۔

اول میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد ملاحظہ ہو:

"یہ وہ امور ہیں' جن پر آپ لوگوں کو غور کرنا چاہیے۔ ان میں فیصلہ اس طرح پر ہو کہ مولوی سید محمد احسن صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح (یعنی حکیم نورالدین صاحب خلیفہ

اول) بھی آپ کا اعزاز فرماتے تھے اور وہ اپنے علم و فضل اور سلسلہ کی خدمات کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ ہم ان کی عزت کریں اور وہ اس جلسہ شوریٰ کے پریسیڈنٹ ہوں...... پھر میں کہتا ہوں کہ مولوی (سید محمد احسن صاحب کا جو درجہ ان کے علم اور رتبہ کے لحاظ سے ہے' وہ تم جانتے ہو' حضرت (مرزا صاحب) بھی ان کا ادب کرتے تھے"۔

("منصب خلافت" ص ۵۳' مصنفہ میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیاں)

ذیل میں مولوی سید محمد احسن صاحب کا فتویٰ ملاحظہ ہو' جس کا صاحب موصوف نے لاہوری جماعت کے سلسلہ میں اعلان کیا ہے:

"صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقاید فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک ہرگز اب اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ حضرت مسیح موعود مرزا صاحب کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں اور اسی لیے میں اس خلافت سے' جو محض ارادی ہے' سیاسی نہیں' صاحبزادہ صاحب کا اپنی طرف سے عزل کر کے عنداللہ اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں جو میرے سر پر تھی اور حسب ارشاد الٰہی قال ومن ذریتی قال لا ینال عهدی الظالمین اپنی بیعت کا اعلان کرتا ہوں اور جماعت احمدیہ کو اطلاع پہنچاتا ہوں کہ صاحبزادے صاحب کے یہ عقاید (۱) سب اہل قبلہ کلمہ گو کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ (۲) حضرت مسیح موعود کامل حقیقی نبی ہیں' جزوی نہیں یعنی محدث نہیں۔ (۳) اسمہ احمد کی پیشگوئی جناب مرزا صاحب کے لیے ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہیں اور اس کو ایمانیات سے قرار دینا ایسے عقاید اسلام میں موجب ایک خطرناک فتنہ کے ہیں' جن کے دور کرنے کے لیے کھڑا ہو جانا ہر ایک احمدی کا فرض اولیں ہے۔ یہ اختلاف عقاید معمولی اختلاف نہیں' بلکہ اسلام کے پاک اصول پر حملہ ہے"۔

("آئینہ کمالات مرزا" ص ۴۹-۵۰)

اس اعلان سے بھی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہیں پیچھے بلکہ اقرار کر لیا کہ

"یہ تبدیلی عقیدہ مولوی (محمد علی) صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں: اول یہ کہ میں نے مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن مجید کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے' خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا' وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقاید ہیں' لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقاید اختیار کیے"۔

("آئینہ صداقت" ص ۳۵' مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

یہ ہے قادیانی کھیتی جس کو حیدر آباد میں سرسبز دیکھنا چاہتے ہیں اور جس کے تباہ ہو جانے کا انہیں از حد خوف ہے۔

(۷) اصلاح و اتحاد

یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ احمدی جماعت باوجود سختیوں کے اصلاح و اتحاد المسلمین کی مبارک سعی کو نہ چھوڑے گی۔ اس مبارک سعی کے اصول بھی ذیل میں ملاحظہ ہوں:

"حضرت مسیح موعود کا حکم ہے اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی' غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے"۔

("برکات خلافت" ص ۷۵' مصنفہ میاں محمود احمد صاحب' خلیفہ قادیان)

"غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے' اس لیے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے

ہیں' اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے' شریعت وہی مذہب
ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا' اس
لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے"۔

("انوار خلافت" ص ۹۳' مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

یہ ہیں وہ اصول جن کی بنا پر قادیانی صاحبان نے حیدر آباد میں اصلاح و اتحاد کا بیڑا اٹھایا
ہے۔ ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

(۸) چندہ کا پھندا

قادیانی صاحبان نے چندہ کا بھی رونا رویا ہے بلکہ سچ پوچھیے تو یہی اصل رونا ہے۔
سو اس کی کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان مسلمانوں سے میل بڑھاتے ہیں' پھر ان سے
چندہ اگھاتے ہیں' اپنے کام بناتے ہیں' اسلامی کام بتاتے ہیں' جب مسلمان سمجھ جاتے ہیں
تو چندہ سے پچھتاتے ہیں۔ اس پر قادیانی صاحبان جھنجلاتے ہیں' جان کھاتے ہیں' واویلا
مچاتے ہیں۔

اگر زمانہ سازی چھوڑ کر قادیانی صاحبان اپنے مذہب کی پابندی کریں تو مرزا
صاحب کے نزدیک مسلمانوں میں ایسے کیڑے پڑ گئے ہیں کہ ان سے الگ اور بے تعلق
رہنے کی ہدایت ہے۔ پھر مسلمانوں کے رفاہی کاموں میں شریک ہونے کی ممانعت ہے۔
پھر مسلمانوں کے مقابلہ پر تیار ہونے کی اشاعت ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

(۱) "یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے' اول تو
یہ خدائے تعالٰی کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا
پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور ان لوگوں کو ان
کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا
ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور
اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں"۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب' مندرجہ رسالہ "تشحیذ الاذہان" قادیان'

(۲) "کیا غیر احمدیوں کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود کا عمل در آمد کسی پر مخفی ہے۔ آپ اپنی ساری زندگی میں نہ غیروں (مسلمانوں) کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے اور نہ ان میں سے کسی کو کسی اپنی انجمن کا ممبر بنایا اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا اور نہ کبھی ان سے چندہ مانگا"۔ (ابتدا میں تو مدت تک مرزا صاحب نے اسلام کے نام پر مسلمانوں سے خوب چندہ مانگا اور خوب وصول کیا۔ خود کتابوں میں اعتراف موجود ہے' چنانچہ اسی چندہ سے بنیاد جمی اور آج کے دن تک مسلمانوں کو بہلا بہلا کر چندہ وصول کیا جاتا ہے۔ البتہ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کے رفاہ میں مرزا صاحب نے کبھی پیسہ بھی نہیں دیا اور آج بھی رفاہ کا نام ہے۔ قادیان کا کام ہے ــــ للمولف)

"حتیٰ کہ ایک دفعہ علی گڑھ میں قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ایک انجمن بنائی گئی اور وہاں کے جناب سیکرٹری صاحب نے ایک خاص خط بھیجا کہ چونکہ آپ لوگ خادم اور ماہر قرآن مجید ہو' لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اس انجمن میں آپ صاحبان میں سے بھی کچھ شریک ہوں مگر باوجود جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی کوشش کے' حضور (مرزا صاحب) نے انکار ہی فرمایا۔ پھر سر سید صاحب (مرحوم) کے چندہ مدرسہ مانگنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی مانگتے رہے لیکن حضور (مرزا صاحب) نے شرکت سے انکار ہی فرمایا حالانکہ اپنا خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا"۔ ("کشف الاختلاف" ص ۳۲' مصنفہ سید سرور شاہ صاحب قادیانی)

(۳) "قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عام مومن دو مخالفوں پر بھاری ہوتا ہے اور اگر اس سے ترقی کرے تو ایک مومن دس پر بھاری ہوتا ہے۔ اور اگر اس سے بھی ترقی کرے تو صحابہؓ کے طرز عمل سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک ایک نے ہزار کا مقابلہ کیا ہے۔ ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں چھپن (۵۶) ہزار ہے۔ گو یہ بالکل غلط ہے

اور صرف اسی ضلع گورداسپور میں تیس ہزار احمدی ہیں مگر فرض کرلو یہ تعداد درست ہے اور فرض کرلو کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار افراد رہتے ہیں' تب بھی یہ ۷۵-۷۶ ہزار آدمی بن جاتے ہیں اور اگر ایک احمدی سو کے مقابلہ میں رکھا جائے تو ہم ۷۵ لاکھ کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور اگر ایک ہزار کے مقابل پر ہمارا ایک آدمی ہو تو ہم ساڑھے سات کروڑ کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور اتنی ہی تعداد دنیا کے تمام مسلمانوں کی ہے (کیسے صحیح اور وسیع معلومات ہیں ــــــ للمولف) پس سارے مسلمان مل کر بھی جسمانی طور پر ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ کے فضل سے ہم ان پر بھاری ہیں"۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ' مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۲۱' نمبر ۱۵۲' مورخہ ۱۴ر جون ۱۹۳۴ء)

(۹) گالیوں کی شکایت

جناب مرزا صاحب کی تحریرات دیکھئے تو خود بھی دوسروں کو گالیاں دیتے ہیں۔ دوسروں سے جو گالیاں سنتے ہیں' ان کو اپنی تحریرات میں نقل کرتے ہیں اور لطف یہ کہ اکثر شرط لگا کر خود بھی اپنے آپ کو گالیاں دے لیتے ہیں کہ اگر یوں ہو تو میں ایسا' یوں نہ ہو تو میں ویسا۔ ان تحریرات کے اقتباسات میں اکثر تینوں قسم کی گالیاں آ جاتی ہیں تو قادیانی صاحبان بگڑتے ہیں اور گالیوں کی فہرستیں بنا کر تہمت لگاتے ہیں کہ فلاں صاحب نے اتنی گالیاں لکھیں اور فلاں نے اتنی۔ حالانکہ ان کا قصور نقل کے سوا کچھ بھی نہیں اور دنیا جانتی ہے کہ نقل کفر کفر نباشد۔ وہ بھی بدرجہ مجبوری کرہا" نقل کرنا پڑتا ہے کہ اخلاق و تہذیب کا صحیح اندازہ ہو جائے۔

قادیانی صاحبان بلکہ خود جناب مرزا صاحب کی جوابی کتابوں سے مقابلہ کیجئے تو "تصدیق احمدیت" نسبتاً غنیمت ہے۔ بدزبانی معمول سے کم ہے۔ برایں ہم بدمذاقی اس جماعت کی سرشت میں داخل ہے۔ اس کے بغیر اچھے اچھوں کا دل نہیں بھرتا۔ ملاحظہ ہو:

"جناب برنی صاحب نے...... بذریعہ ایک دوسرے رسالہ موسومہ "قادیانی جماعت" کے اپنے موجودہ رسالہ "قادیانی مذہب" سے زیادہ تیز مواد

باقی رہنے کی دھمکی دی ہے۔ گویا بنگلوری ٹریکٹ نے حضرت کے لیے منضج کا
کام کیا۔ بہتر ہے' ہم بھی منتظر رہیں گے کہ بمنی صاحب اپنا یہ مواد فاسد خارج
کرلیں تاکہ معقول تمرید کا انتظام کیا جائے"۔

("تصدیق احمدیت" ص ۴)

کس مواد کے وعدہ پر قادیانی صاحبان کس مواد کے انتظار میں مبتلا ہوگئے۔ ع
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

اس ضرورت کے واسطے ان کو اپنے مرکز کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ آئندہ اس بارے میں مفصل ہدایت درج ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ بدزبانی اور دل آزاری قادیانی صاحبان کی طبیعت ثانی بن گئی ہے۔ دوسروں کا تو ذکر کیا' آپس میں بھی کچھ کسر اٹھا نہیں رکھتے اور اس پر دیدہ دلیری کہ دوسروں کو الزام دیتے ہیں' دوسروں کی شکایت کرتے ہیں۔ خود قادیانی اکابر کی تہذیب قابل ملاحظہ ہے:

"خود جناب میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) نے مسجد میں جمعہ کے
روز خطبہ کے اندر ہمیں دوزخ کی چلتی پھرتی آگ' دنیا کی بدترین قوم اور
سنڈاس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا۔ یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن
کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے"۔

(مولوی محمد علی صاحب قادیانی' امیر جماعت لاہور کا خطبہ جمعہ' مندرجہ "پیغام
صلح" لاہور' جلد ۲۲' نمبر ۲۳' ص ۷' مورخہ ۳ر جون ۱۹۳۴ء)

(۱۰) تیز مواد

رسالہ "احمدی جماعت" کے بعد اب "تصدیق احمدیت" کو لیجیے۔ شروع دیباچہ ہی میں صفحہ نمبر ۴ پر سیکرٹری صاحب فرماتے ہیں:

"گویا بنگلوری ٹریکٹ نے حضرت کے لیے منضج کا کام کیا۔ بہتر ہے' ہم
بھی منتظر رہیں گے کہ بمنی صاحب اپنا یہ مواد فاسد خارج کرلیں تاکہ معقول
تمرید کا انتظام کیا جائے"۔

اگر سیکرٹری صاحب اور ان کے رفیقوں کو جناب مرزا صاحب کی مصاحبت کا شرف نصیب ہوتا تو یہ اپنے اس شعبہ کی خدمات سے بہت ثواب کماتے۔ جناب مرزا صاحب کو اس شعبہ سے فطرتاً" بہت سابقہ پڑتا تھا بلکہ شب و روز کا یہ خاص مشغلہ تھا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں:

"باوجودیکہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں' مگر جس وقت پاخانہ کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی"۔

(کتاب "منظور الٰہی" ص ۳۴۹' مجموعہ ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"میں ایک دائم المرض آدمی ہوں...... بیماری ذیا بیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں"۔

("ضمیمہ اربعین نمبر ۳۔۴" ص ۴' "روحانی خزائن" ص ۴۷۱' ج ۱۷' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً" بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے...... اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے"۔

("حقیقت الوحی" ص ۳۶۴' "روحانی خزائن" ص ۳۷۷' ج ۲۲' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اس عالم سے رخصت ہوتے وقت بھی یہ شعبہ خصوصیت سے مصروف کار تھا۔ چنانچہ جناب مرزا صاحب کے انتقال کی تفصیل میں صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اپنی والدہ صاحبہ کا چشم دید بیان تحریر فرماتے ہیں کہ

"حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا...... لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ حاجت کے لیے آپ پاخانہ تشریف لے گئے...... اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے

اس لیے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر فارغ ہوئے...... اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی...... اور حالت دگرگوں ہو گئی"۔

("سیرت المہدی" حصہ اول' ص ۹' روایت نمبر ۱۲' مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

جناب مرزا صاحب کے انتقال کا جو اعلان شائع ہوا' اس میں بھی یہ اسہالی خصوصیت بطور یادگار درج کی گئی۔ چنانچہ یوں شروع ہوتا ہے:

"برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے' حضرت امامنا مولانا حضرت مسیح موعود مہدی معہود مرزا صاحب قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے تو بڑھ جاتی تھی۔ حضور کو یہ بیماری بہ سبب کھانا نہ ہضم ہونے کی تھی...... اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی۔ لیکن ۲۵ر تاریخ مئی کی شام کو...... پھر اسی بیماری کا دورہ شروع ہوگیا...... اور قریباً گیارہ بجے ایک دست آنے پر طبیعت ازحد کمزور ہوگئی...... دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آگیا جس سے نبض بالکل بند ہوگئی...... ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا گیا اور جب وہ تشریف لائے تو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہوگیا ہے' آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا۔ چونکہ حالت نازک ہوگئی تھی' اس لیے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا مگر پھر نبض واپس نہ آئی"۔

(ضمیمہ اخبار "الحکم" قادیان' غیر معمولی' مورخہ ۲۸ر مئی ۱۹۰۸ء)

بہرحال منتج کی تو ضرورت نہ تھی' البتہ اگر سیکرٹری صاحب انجمن احمدیہ حیدرآباد دکن کچھ تمہید کا مستقل انتظام کر دیتے تو کیا کار ثواب تھا مگر یہ خدمت قسمت میں نہ تھی تو آج ادھر ادھر توقع لگاتے ہیں' انتظار کی زحمت اٹھاتے ہیں۔

(۱۱) ذریتہ البغایا

یوں تو جناب مرزا صاحب کی تحریرات میں گالیاں کچھ کمیاب نہیں' جابجا موجود

ہیں لیکن اکثر گالیاں انفرادی ہیں یا مولوی جماعت کے نام کی ہیں۔ ان کا جواب بھی مل چکا ہے' اس لیے قادیانی صاحبان کو ان کی چنداں فکر نہیں بلکہ الٹا ان کی صحت اور ان کے جواز پر اصرار ہے۔ البتہ عادت کی رو میں بعض مقامات پر گالی اس طرح بھی قلم سے نکل گئی کہ اس کی زد بالعموم تمام مسلمانوں پر پڑے۔ اس گالی کی البتہ قادیانی صاحبان کو ازحد فکر ہے کہ کہیں مسلمانوں کے دل میں بیٹھ گئی تو بڑی مشکل ہوگی۔ اس لیے وہ بڑی کوشش میں ہیں کہ اول تو یہ گالی' گالی نہ رہے حالانکہ مرزا صاحب کی دوسری گالیوں سے قادیانی صاحبان کو ذرا بھی انکار نہیں' دوسرے یہ کہ اگر گالی نہ ٹل سکے تو کم از کم مسلمان اس کے مخاطب نہ سمجھے جائیں بلکہ دوسروں کو جا لگے کہ کچھ نہ کچھ تو ذمہ داری ٹلے۔

قول بالکل صاف ہے۔ اس میں کسی موشگافی کی کیا ضرورت اور گنجائش ہے' ملاحظہ ہو:

تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبھم لھم لا یقبلون۔

"ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور مجھے قبول کرتے ہیں اور میری دعوت کی تصدیق کرتے ہیں مگر بدکار رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے"۔

("آئینہ کمالات اسلام" ص ۵۴۸-۵۴۷' "روحانی خزائن" ص ۵۴۸-۵۴۷' ج ۵' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

قادیانی صاحبان نے اپنی متعدد کتب اور نیز "تصدیق احمدیت" ص ۱۲۳-۱۲۵ میں کھینچ تان کر کے اس کی یہ تاویل پیش کی ہے کہ یہاں ذریۃ البغایا کے مخاطب مسلمان نہیں بلکہ ہندو اور عیسائی ہیں۔ گویا الا کے استثناء سے مسلمان مستثنیٰ ہیں۔ تو پھر اس صورت میں یہ معنی ہوئے کہ گویا جس قدر مسلمان ہیں سب نے مرزا صاحب کو قبول کیا اور ان کی دعوت کی تصدیق کی۔ ان کی کتابوں کو محبت کی آنکھ سے دیکھا اور ان کے

معارف سے فائدہ اٹھایا۔ گویا پکے قادیانی بن گئے۔ البتہ ہندوؤں اور عیسائیوں نے مرزا صاحب کو قبول نہ کیا۔ گالی سے بچا کر یہ تو مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ بیک قلم سب کو قادیانی بنا دیا۔ نعوذ باللہ۔ عذر گناہ بدتر از گناہ۔ بے بنیاد تاویلات کا یہی انجام ہوتا ہے۔ عبارت صاف ہے اور قادیانی صاحبان کی تاویل بھی موجود ہے۔ لوگ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ذریتہ البغایا سے مرزا صاحب کی مراد کون ہیں۔

اب رہی دوسری بحث کہ ذریتہ البغایا کے کیا معنی ہیں۔ قادیانی صاحبان کی تحقیق ہے کہ اس کے معنی ہیں "ہدایت سے دور لوگ"۔ تاج العروس کا حوالہ دیا ہے۔ ممکن ہے کسی عبارت کی کتربیونت سے یہ معنی پیدا کیے گئے ہوں لیکن بغایا کے معنی اس درجہ معروف و مسلم ہیں کہ اس میں سخن سازی کے سوا اختلاف کی گنجائش نہیں۔ تاہم قادیانی صاحبان نے من مانے معنی لکھ دیے۔ ذیل میں بغایا کے اصلی معنی ملاحظہ ہوں:

عربی لغات میں لسان العرب کا جو رتبہ ہے' اہل علم پر بخوبی روشن ہے۔ مشہور امام لغت ابوعبیدہ سے نقل کیا ہے:

البغایا الاماء لانهن کن یفجرن۔

"بغایا باندیوں کو کہتے ہیں کیونکہ بدچلنی ان کا شیوہ تھا"۔

پھر ابن خالویہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

ثم کثر فی کلامهم حتی عموا به الفواجر اماء کن او حرائرا۔

"پھر کثرت استعمال سے بالآخر اس کا اطلاق بالعموم فاجرات یعنی بدچلن عورتوں پر ہونے لگا خواہ باندیاں ہوں خواہ آزاد۔

اس سے بھی بڑھ کر علامہ راغب اصفہانی کی مشہور لغت قرآن المفردات ملاحظہ ہو:

بغت المراة بغایا اذا فجرت وذلک لتجاوزها الی ما لیس لها قال عزوجل ولا تکرهوا فتیاتکم علی البغاء۔

" بغت المراة' بغا اس وقت بولتے ہیں جب عورت بدچلن ہو جائے اور یہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اس حد سے' جو اس کے لیے ہے' نکل جاتی ہے۔ فرمایا اللہ تعالی نے کہ باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو"۔

اب قرآن مجید میں اس لفظ کے دیگر محل ملاحظہ ہوں۔ اردو میں سب سے اول مستند ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے۔ ملاحظہ ہو:

قالت انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا۔ (سورۃ مریم' رکوع ۲) یاخت ھارون ما کان ابوک امرا سوء وما کانت امک بغیا۔ (سورۃ مریم' رکوع ۲)

"(مریم) بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور کبھی نہ تھی میں بدکار۔

اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار"۔

اس کے سوا ملاحظہ ہو قرآن مجید "مترجمہ فاضل اجل حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب" (قادیانی)۔ شاہ صاحب قادیان میں مفتی اعظم بھی ہیں اور جناب مرزا صاحب کے خاص صحابی بھی ہیں۔ مندرجہ بالا آیات قرآنی کا ترجمہ شاہ صاحب یوں فرماتے ہیں:

آیت اول: "اس نے کہا میرے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ مجھے کسی انسان نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار تھی"۔

آیت دوم: او ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ برا مرد تھا اور نہ ہی تیری والدہ فاحشہ تھی"۔

خدا کی قدرت کہ مرزا صاحب نے بھی حسب عادت مغیثہ کی گالی دوسرے موقع پر اپنے ایک حریف مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کو دی اور خود ہی اس کا ترجمہ بھی لکھ دیا۔ شاید قادیانی صاحبان کی اب تک اس پر نظر نہیں پڑی یا اس کو مصلحتاً" نظرانداز کر دیا گیا کہ دوسروں کو کیا علم ہوگا۔ بہرحال مرزا صاحب نے "ذریۃ البغایا" کا خود ترجمہ کنجری کی اولاد کیا ہے۔ تفصیل کے لیے کتاب ہذا فصل نویں' نمبر ۴۸ ملاحظہ کریں۔
(مرزا صاحب کی گالیوں کی بحث کتاب کی نویں فصل میں بھی درج ہے)

(۱۴) غلط حوالے

قادیانی صاحبان نے غلط حوالوں کی بھی بہت دھوم مچائی۔ یہ ان صاحبان کا پرانا

داؤ ہے۔ چند غلطیاں کتابت کی یا طبع زاد کتاب بھر میں سے ڈھونڈ نکالیں اور بانس پر چڑھا دیں۔ گویا ایسی چند غلطیوں سے تمام کتاب غلط ہوگئی۔ قادیانی صاحبان کو فراغت ہوگئی لیکن آج کل یہ ترکیبیں نہیں چلتیں۔ لوگ ان کی حقیقت سے بخوبی واقف ہو چکے ہیں کہ غلطیاں نکالنے میں کس درجہ غلط بیانی شریک کی جاتی ہے۔ مثلاً چند نمونے ملاحظہ ہوں:

(۱) "تیسرا اور چوتھا حوالہ "حمامتہ البشریٰ" ص ۷۹ کا ہے لیکن ہمیں "حمامتہ البشریٰ" مطبوعہ ۱۹۰۳ء میں یہ عبارت کہیں نہیں ملی"۔ ("تصدیق احمدیت" ص ۴۶)

گویا محولہ بالا عبارت ہم نے اپنی طرف سے یونہی حوالہ دے کر شریک کر دی۔ یہ عبارت حسب حوالہ "حمامتہ البشریٰ" میں پہلے ایڈیشن کے صفحہ نمبر ۷۹ پر موجود ہے۔ اور نیز اسی صفحہ ۷۹ کے حوالہ سے دوسرے ایڈیشن کے صفحہ ۹۶ پر درج ہے لیکن اس پر بھی قادیانی صاحبان کو نظر نہ آئے تو اس کا کیا علاج ہے۔ غلط بیانی کی بھی حد ہونی چاہیے۔

(۲) "حضرت اقدس مسیح موعود کی کتابوں کے حوالے سے پہلا حوالہ الوصیۃ کے ص ۱۰ کا ہے۔ صفحہ کا حوالہ غلط ہے بلکہ یہ عبارت جس کا حوالہ برنی صاحب نے دیا ہے' ص ۱۳ پر موجود ہے"۔ ("تصدیق احمدیت" ص ۷۸)

بہرحال مقصود یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح غلطی ثابت ہو اور واقعہ کیا ہے' محولہ بالا عبارت طبع اول کے ص ۱۱ پر درج ہے۔ البتہ کاتب نے اس کو ص ۱۰ بنا دیا ہے۔ چنانچہ تازہ ترین ۱۹۳۳ء کے نویں ایڈیشن میں بھی یہ عبارت اسی صفحہ کے حوالے سے ص ۹ پر درج ہے۔ لیکن قادیانی صاحبان کا اعلان ہے کہ یہ عبارت ص ۱۳ پر درج ہے۔ حالانکہ ص ۱۳ پر اس کا ذکر بھی نہیں ہے۔ نہ پہلے ایڈیشن میں' نہ آخری ایڈیشن میں۔ یہ غلط بیانیاں ہیں جو قادیانی صاحبان کا ہتھیار ہیں۔

(۳) "یہ دونوں ایک ہی کتاب کے حوالے ہیں لیکن اس مقام پر کتاب کا نام "کشتی نوح" لکھا ہے اور ص ۱۲ کا حوالہ دیا ہے اور تتمہ میں کتاب کا نام "تقویتہ الایمان" اور ص ۱۴ کا حوالہ دیا ہے۔ "تقویتہ الایمان" اور "کشتی

نوح" ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں اور دونوں جگہ کے اقتباسات ایک ہی عبارت سے لیے گئے ہیں جو ص۲۹ مذکور پر حسب ذیل ہے"۔ ("تصدیق احمدیت" ص۱۹۰)

جب قادیانی صاحبان کو تسلیم ہے کہ ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں۔ اگر دونوں نام ایک ایک حوالے میں لکھ دیئے تو کیا برا کیا۔ اگر صرف ایک ہی نام دونوں حوالوں میں لکھ دیا جاتا تو پھر دوسرے قادیانی اعتراض کا کیا جواب تھا کہ دوسرا نام کیوں ترک کیا گیا۔ شاید اس کا علم نہ ہوگا۔ رہا صفحہ ۱۲ کا اعتراض' اگر ص۲۹ کو ص۱۲ پڑھ لیا جائے تو اس کا کیا علاج۔ ذرا اپنے ص۱۲ سے ملا دیکھیں کہ ص۱۲ چھپا ہے یا ص۲۹۔ ایسی ترکیبوں سے کیا کام بن سکتا ہے۔

(۴) "چوتھا حوالہ "سراج منیر" ص۳۵۲ کا ہے۔ مگر "سراج منیر" میں اتنے صفحات ہی نہیں۔ کل ۸۸ صفحات پر ہندسے ہیں اور باقی کے صفحات پر حروف ابجد از "ج" تا "ن" درج ہیں۔ اس طرح جملہ سو صفحات کی کتاب ہے۔ لیکن وہ عبارت جس کا حوالہ برنی صاحب نے دیا ہے' کتاب مذکور کے ص۳ پر ملتی ہے"۔ ("تصدیق احمدیت" ص۱۲)

بظاہر کیسی بڑی غلطی پکڑی ہے کہ حوالے میں کئی سو صفحوں کا فرق نکل آیا۔ لیکن واقعہ کیا ہے۔ جو اقتباس اول لیا گیا وہ "سراج منیر" کے ص۲و۳ پر درج ہے۔ چنانچہ یہی حوالہ لکھا گیا کہ ص۲و۳ کاتب نے "و" کو "۵" بنا دیا۔ اس طرح اصلی حوالہ ص۲و۳ کتابت میں ص۳۵۲ جیسا بن گیا۔ لیکن مسودہ کی نظرثانی میں سابقہ اقتباس مختصر کر دیا گیا۔ صفحہ ۲ کی عبارت ترک ہوگئی' البتہ حوالہ میں صفحہ ۲ کا اندراج سہوا رہ گیا۔ تاہم بقیہ اقتباس ص۳ پر موجود ہے۔ خود قادیانی صاحبان کو بھی تسلیم ہے۔ کتابت کے معمولی سہو پر بات کہاں سے کہاں پہنچا دی۔

غرض کہ قادیانی صاحبان نے اس قسم کی چند غلطیاں جا و بیجا جواب میں دہرا کر اپنے نزدیک بڑا کام کیا۔ یہ کتاب تو نہایت ناموافق حالات میں تیار ہوئی۔ جو کتابیں پورے سامان و اطمینان سے تیار ہوتی ہیں' ان میں بھی غلط نامے شریک کرنے پڑتے ہیں۔ قادیانی صاحبان کو تو اپنے جوابوں کی صحت پر بڑا ناز ہے۔ ملاحظہ ہو "تصدیق

احمدیت" کے ص۸۷ پر کیسے دعوے سے لکھتے ہیں کہ "برنی صاحب نے الوصیۃ میں جس عبارت کا حوالہ صفحہ ۱۰ پر دیا ہے' وہ غلط ہے۔ بلکہ یہ عبارت صفحہ نمبر ۱۳ پر درج ہے"۔ حالانکہ صفحہ ۱۳ پر اس عبارت کا پتہ بھی نہیں۔ حوالہ وہی صحیح ہے جو ہم نے لکھا ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل اوپر درج ہے۔ قادیانی صاحبان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس قسم کے اعتراضات اور غلط بیانات سے علمی طبقوں میں خود ان ہی کا اعتبار گھٹ رہا ہے کہ اصل مباحث کو چھوڑ کر فضولیات کو طول دیتے ہیں' خفیف باتوں کی آڑ لیتے ہیں۔

غلط حوالوں کی طرح اور بھی ملتے جلتے اعتراض کیے ہیں۔ مثلاً "تصدیق احمدیت" کے ص۲۱۸ پر یہ کہ "اسمع ولدی"—— (سن بیٹا)—— مرزا صاحب کا یہ کوئی الہام نہیں ہے۔ اور ترجمہ گویا ہم نے درج کر دیا۔ قادیانی صاحبان کے نزدیک نہ ہوگا۔ لیکن "البشریٰ" جو جناب مرزا صاحب کے الہامات کا سب سے جامع اور معتبر مجموعہ ہے' اس میں نہ صرف یہ الہام بلکہ اس کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے۔ چاہیں تو ملاحظہ فرمالیں۔ "البشریٰ" جلد اول' ص۴۹۔ اگر ترجمہ نہ ہوتا تو بھی شک کی گنجائش تھی کہ شاید سہو کتابت ہو بلکہ جس دوسری کتاب کے حوالے سے اس الہام کو قادیانی صاحبان نے بدل کر "اسمع واری" لکھا ہے۔ وہاں ترجمہ نہیں ہے' کتابت کی خامی یا سنگ سازی کی خرابی سے "ولدی" کا "واری" بن جانا کچھ عجیب نہیں۔ "ولدی" میں اس لیے کلام نہیں ہو سکتا کہ اس کی تائید میں اسی رنگ کے اور الہام بھی موجود ہیں جن سے قادیانی صاحبان بھی کسی طرح انکار نہیں کر سکتے۔ مثلاً ملاحظہ ہو "حقیقت الوحی" ص۸۶' جو خود مرزا صاحب کی خاص تصنیف ہے۔ اس میں یہ الہام مع ترجمہ درج ہے۔ "انت منی بمنزلۃ ولدی" (تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے"۔ اور مرزا صاحب کے مدارج بہت ترقی پذیر تھے۔ "بمنزلہ ولدی" سے بڑھ کر ٹھیٹھ "ولدی" ہوگئے تو کیا تعجب ہے۔

ان غلطیوں سے اندازہ ہو سکے گا کہ قادیانی صاحبان' جو دوسروں کی غلطیوں کا بڑے شدومد سے اعلان کرتے ہیں' ان میں کس قدر غلط بینی ہوتی ہے اور کس قدر غلط بیانی۔

(۱۳) کنٹریبونٹ

جناب مرزا صاحب کی کتابیں علمی نظر سے دیکھیے تو مباحث میں ابہام اور

التباس کی کثرت ہے۔ طول کلام و تکرار بیان نے اور پیچیدگی بڑھا دی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی قادیانی لٹریچر ایک بھول بھلیاں بن گیا۔ اسی وقت کے مدنظر جناب مرزا صاحب اور ان کے خلفاء اور صحابہ کی اور تابعین کی کتابوں کا بغور مطالعہ کر کے اور ان ہی کے اقوال کو اقتباسات کی شکل میں یکجا ترتیب دے کر ان کے اعتقادات و اجتہادات' ان کے اصول و مسائل کو علمی محاسبہ کے طور پر قادیانی مذہب کے نام سے شائع کر دیا۔

علمی طبقوں میں تو اس تالیف کی بہت قدر ہوئی اور ہو رہی ہے لیکن قادیانی صاحبان بہت بیزار ہیں۔ وجہ ظاہر ہے لوگوں کو بطور خود قادیانی تحریک پر غور و فکر کرنے کا موقع مل گیا۔ اور یہ طریق قادیانی صاحبان کے اغراض کے منافی ہے۔ اصل کتابوں کا تو مطالعہ کون کرتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ مصالح وقتی کے تحت وہ جس طرح اپنے اخبارات و رسائل اور جدید تالیفات میں مذہب پیش کریں' لوگ بلا تحقیق اس کو اسی طرح مان لیں تو اسی میں کامیابی ہے۔

چنانچہ ناخوش ہو کر غلط حوالوں کی طرح کتر بیونت کا بھی قادیانی صاحبان نے الزام دیا ہے۔ مدافعت اور معذرت کا یہ بھی ایک عام طریق ہے کہ اقتباس نامکمل ہیں' ناقص ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم نے اول جامع مباحث قرار دیئے۔ ہر بحث کے ذیلی عنوانات قرار دیئے۔ ہر عنوان کے تحت متعلقہ اقتباسات درج کیے اور پھر سب کو مناسب ترتیب دے کر یکجا پیش کیا۔ یہی تالیف کا علمی طریق ہے۔ تعلق کی حد تک پورے پورے اقتباسات پیش کیے گئے۔ کئی کئی اقتباسات جمع کیے گئے تاکہ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے' بخوبی تصدیق و توثیق ہو جائے۔ اس پر بھی قادیانی صاحبان کتر بیونت کا الزام دیتے ہیں۔ شاید وہ چاہتے ہیں کہ بلا امتیاز غیر متعلق لمبی لمبی عبارتیں بھر دی جاتیں۔ چنانچہ انہوں نے "تصدیق احمدیت" میں ایسا ہی کیا بھی ہے تاکہ غلط مبحث برقرار رہے اور کوئی صحیح نتیجہ نہ نکلے۔

قادیانی لٹریچر بالخصوص مرزا صاحب کی تصانیف میں چونکہ ابہام' التباس اور انتشار بہت زیادہ ہے' اس لیے جو کوئی مضمون وار اقتباسات انتخاب کر کے نکالے' اس کو کتر بیونت کا الزام دینا کچھ دشوار نہیں ہے۔ لیکن نظر انصاف سے دیکھیے تو کتر بیونت جس فن کا نام ہے' اس میں خود جناب مرزا صاحب اور ان کی امت نے جس درجہ کمال

دکھایا ہے' اسلامی لٹریچر میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ قرآن میں' حدیث میں' تفسیر میں' اکابر امت کی تصانیف میں کس خوبی اور کس بیباکی سے کتر بیونت کی گئی تب کہیں اس مذہب کی صورت پیدا ہو سکی۔ یہ ایک مستقل بحث ہے جو ان شاء اللہ آئندہ ایک جداگانہ کتاب کی شکل میں پیش ہوگی۔ اس سے واضح ہوگا کہ قادیانی تحریک اس درجہ کتر بیونت کی رہین منت ہے کہ اگر اس کا نام ہی کتر بیونت رکھ دیا جائے تو اسم بامسمی ہو جائے۔ خود قادیانی جماعت کے دونوں فرقے' قادیانی اور لاہوری' آپس میں ایک دوسرے کو اس فن کا ماہر قرار دیتے ہیں۔

(۱۴) قادیانی غلط بیانی (ج)

خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصانیف سے اور خود قادیانی اکابر کی تصدیق و توثیق سے ذیل میں چند مثالیں مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں۔ ہر صاحب انصاف فیصلہ کر سکتا ہے کہ علمی معاملات میں قادیانی اخلاق کا کیا معیار ہے۔ بڑی سے بڑی بے دیانتی اپنے حق میں جائز سمجھتے ہیں۔ رکیک سے رکیک تاویل اس کے جواز میں کافی سمجھتے ہیں۔ بلکہ جو ان کی بے دیانتی پر گرفت کرے اس کو موردِ الزام سمجھتے ہیں۔

اول قادیانی جماعت لاہور کے اخبار "پیغام صلح" کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو کہ کس طرح مرزا صاحب نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مکتوب میں اس درجہ تصرف کیا کہ لفظ محدث کے بجائے اپنی طرف سے نبی لکھ دیا۔ جب اس تحریف کا پتہ چلا اور گرفت ہوئی تو قادیانی صاحبان نے کیا خوب جواب دیا۔ وہو ہذا:

جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ "اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ پر ظاہر کیے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے"۔ (خط مطابق اصل کھینچا گیا ——— (للمولف)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصنیف "حقیقتہ الوحی" ص ۳۹۰)

چونکہ قادیانی جماعت یہ مانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) واقعی نبی اللہ ہیں اور اس کے ثبوت میں وہ "حقیقتہ الوحی" کے صفحات (۳۹۰۔

۳۹۱) کو خصوصیت سے پیش کرتے ہیں۔ اس لیے ان سے یہ مطالبہ بارہا ہو چکا ہے کہ وہ مجدد صاحب کا حوالہ مکتوبات میں سے دکھائیں جہاں مجدد صاحب نے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کو جس میں پیش گوئیاں بکثرت ہوں نبوت قرار دیا ہو ایسے ملہم و متکلم کو نبی اللہ لکھا ہو مگر وہ آج تک بھی مطالبہ کو پورا نہ کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔

میں نے مولوی غلام احمد صاحب مجاہد (قادیانی) سے بھی یہ سوال کیا تھا ان کا جواب سب سے عجیب تھا اور وہ یہ تھا کہ مجدد صاحب سرہندی نے تو محدث ہی لکھا ہے مگر حضرت مسیح موعود نے خدا سے علم پا کر محدث کے بجائے نبی لکھ دیا ہے اور یوں مکتوبات کی غلطی کو درست کر دیا اور کہا کہ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے بعض اہل اللہ احادیث کی بعض غلطیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم پا کر درست کر دیتے ہیں۔

مگر ہر عقلمند اس جواب سے اندازہ کر سکتا ہے کہ قادیانی علماء اصل مطالبہ کا جواب دینے سے کہاں تک عاجز ہیں اور پھر یہ کس قدر معقول جواب ہے۔ اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ کسی عبارت میں پہلے تو تحریف کر لی اور بعد میں جب پکڑے گئے تو کہہ دیا کہ خدا سے علم پا کر ہم نے تو اصلاح کر دی ہے۔ شاید یہود کے علماء بھی یہی کام کرتے ہوں گے مگر قرآن مجید نے تو ان کے متعلق یحرفون الکلم عن مواضعہ کا فتویٰ ہی دیا ہے۔

(لاہوری جماعت کے مولوی عمرالدین صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار "پیغام صلح" لاہور، نمبر ۳، جلد ۲۴، مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء)

اولیاء اللہ کے کلام میں تصرف کرنا تو مرزا صاحب کے نزدیک کوئی بڑی بات نہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام میں بھی ان کو کچھ خوف و تامل نہ تھا۔ مثلاً ملاحظہ ہو:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہادۃ القرآن میں صحیح بخاری کی طرف یہ حدیث منسوب کی ہے کہ امام مہدی کے لیے آسمان سے ندا آئے گی ھذا خلیفۃ اللہ المھدی اس پر ماسٹر (محمد ادریس صاحب) مذکور لکھتے ہیں "کیا کوئی قادیانی اس حدیث کو صحیح بخاری میں دکھا سکتا ہے؟" پھر لکھا ہے "ہم چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی مرزائی قیامت تک مرزا غلام احمد کے چہرے سے اس جھوٹ کو نہیں مٹا سکتا۔ اگر ہمت

ہے تو میدان میں آیئے اور اپنے گرو کے چہرے سے اس جھوٹ کے دھبہ کو مٹایئے"۔

(اخبار "الفضل" قادیان' مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۳۲ء نمبر ۱۰۰' جلد ۱۹)

جناب مرزا غلام احمد (قادیانی صاحب) فرماتے ہیں:

صحیح بخاری کی وہ حدیثیں' جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے' خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لیے آواز آئے گی کہ **ھذا خلیفۃ اللہ المھدی**

("شہادۃ القرآن" ص ۴۱' مصنفہ مرزا صاحب)

"ہر معمولی سمجھ کا انسان اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ روانی قلم میں اگر کسی سے کوئی غلط حوالہ لکھا جائے تو وہ سبقت قلم کہلائے گا نہ کہ لکھنے والے کا جھوٹ۔ لیکن مولوی صاحب ہیں' کہ عناد و بیجا مخاصمت کی وجہ سے اسے بھی جھوٹ ہی قرار دیتے ہیں ——

اس سے ہر منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا "شہادۃ القرآن" ص ۴۱ پر حدیث مہدی کا حوالہ دینا آپ کا ایک محض سبقت قلم ہے جو کہ ایک کثیرا تصانیف زود نویس شخص سے سرزد ہونا بعید نہیں لیکن ایک مولوی فاضل (مولوی ثناء اللہ صاحب) کا حوالہ کی غلطی کو جھوٹ قرار دینا قابل حیرت و استعجاب ضرور ہے"۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۸' نمبر ۸۸' مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء)

ایک طرف تو مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی اور رسول ہیں (خدانخواستہ) قرآن دنیا سے اٹھ چکا تھا اور وہ اس کو دوبارہ دنیا میں واپس لائے اور دوسری طرف کم علمی اور کم توجہی کی یہ حالت کہ جس آیت کو جس طرح چاہا توڑ مروڑ کر لکھ دیا۔ نہ خوف نہ توجہ کہ آیات غلط نہ ہو جائیں۔ جب آیات کی عبارت تک غلط ہو تو معنی معلوم۔ یوں تو مرزا صاحب نے بہت سی آیات قرآنی کی عبارت میں تصرف کیا ہے۔ بطور نمونہ ذیل میں چند آیات مع توجیہ ملاحظہ ہوں:

منجملہ ان اعتراضات کے ایک یہ اعتراض ہے جو بغرض جواب ہمارے پاس آیا ہے: "حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتب میں قرآن مجید کی آیات کو تغیر و تبدل کر کے غلط لکھا ہے"۔ پھر حسب ذیل آیات پیش کی ہیں:

(۱) "جنگ مقدس" (مصنفہ مرزا صاحب) مطبوعہ بار دوم' ص ۱۷۶' ان یجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم و انفسھم (سورۂ توبہ' رکوع ۶)

(۲) "ازالہ اوہام" (مصنفہ مرزا صاحب) بار اول' ص ۳۷۷ و ۷۰۹ و منکم من یرد الی ارذل العمر لیکلا یعلم بعد علم شیئا (سورۂ حج' پارہ ۱۷)

(۳) "ازالہ اوہام" ص ۱۷۵' وجعلنا منھم القردۃ و الخنازیر

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۱۹' نمبر ۱۰۳' مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء)

مرزا غلام احمد (قادیانی) صاحب نے "آئینہ کمالات اسلام" میں یہ آیت لکھی ہے:

"یایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا و یجعل لکم نورا تمشون بہ"

ہمیں اس قسم کی باتوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک وہ شخص جو کتابت اور طباعت سے ذرا بھی واقفیت رکھتا ہے' جانتا ہے کہ تحریوں میں کس طرح غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں لیکن ہمارے مخالفین جو اس قسم کی باتوں کو لے کر ہم پر اعتراض کرتے ہیں' ان کے جواب میں ہمیں بھی بولنا پڑتا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ جس امر کو وہ نہایت بد دیانتی کے ساتھ ہمارے خلاف پیش کرتے ہیں' اس کے وہ خود بھی مرتکب ہوتے ہیں"۔

(اخبار "الفضل" قادیان' جلد ۸' نمبر ۹۹' مورخہ ۳۰ جون ۱۹۲۱ء)

رہا یہ سوال کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بعض کتب کے دو دو تین تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور تیس چالیس برس کا عرصہ بھی گزر چکا ہے پھر اب تک کیوں ان کی تصحیح نہیں کی گئی؟ سو اس کا جواب میں یہی دوں گا کہ اللہ تعالی کی حکمت نے یہی تقاضہ کیا کہ یہ آیات حضور کی کتب میں اسی طرح لکھی جائیں' جیسی کہ حضور کے زمانہ میں سہو کاتب سے یا خود حضور سے بعض دیگر آیات سے تشابہ کے باعث غلط لکھی گئیں اور اس میں تین راز ہیں:

(۱) تاغیر احمدی علماء کی عقول کا جائزہ لیا جائے کہ وہ سہو کاتب یا مولف سے جو

سہوا غلطی ہو جاتی ہے' اس کو عمداً تحریف قرار دے کر اپنے ہاتھوں تعلیم یافتہ طبقہ میں اپنی علمی پردہ دری کرتے ہیں۔

(۲) یہ کہ تا غیر احمدی اچھی طرح جان لیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب بھی تحریف سے پاک ہیں اور ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوا بلکہ من و عن شائع کی جاتی ہیں۔

(۳) ابتدا سے خدا تعالیٰ کی حکمت نے یہی چاہا کہ حضور کی کتابوں میں بعض ایسی غلطیاں رہ جائیں تاکہ ہمیشہ کے لیے آپ کے اتباع کے پاس برہان یقینی رہے کہ آپ ایک بشر تھے اور سہو و نسیان جو لازمہ بشریت ہے' آپ اس سے خالی نہ تھے۔

(اخبار "الفضل" قادیان' مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء' نمبر ۱۰۳' جلد ۱۹)

جب کہ خود مرزا صاحب کی تصنیفات میں ایسی تصریح تحریفات موجود ہیں اور قادیانی صاحبان ان کو ناقابل گرفت سمجھتے ہیں تو پھر گریبان میں منہ ڈال کر سوچنا چاہیے کہ دوسروں کی کتابوں میں معمولی معمولی غلطیاں ڈھونڈ کر الزام دینا کہاں تک درست ہے؟ مرزا صاحب دبی زبان سے غلطیوں کے متعلق اپنے حق میں جو معذرت لکھ گئے ہیں' قادیانی صاحبان اس کو فراموش نہ کرتے تو بے جا الزام دے کر خفت نہ اٹھاتے۔ ملاحظہ ہو۔ (عاقل را اشارہ کافی است)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں:

"میری کتابوں میں سہو کتابت یا مجھ سے بحالت تغافل بعض معمولی غلطیاں ہو گئی ہیں"۔

("انجام آتھم" ص ۲۴۱' ترجمہ از عربی ملخصاً)

(اخبار "الفضل" قادیان' مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء' نمبر ۱۰۳' جلد ۱۹)

(۱۵) ترتیب پر اعتراض

قادیانی صاحبان نے اپنے جوابات میں یا تو کم فہمی سے یا عمداً۔ ایک اور غلط فہمی پیدا کرنی چاہی ہے۔ وہ یہ کہ ہم نے اقتباسات کی ترتیب میں کتابوں کی صفحاتی ترتیب یا کتابوں کی زمانی ترتیب کی پابندی لازم نہیں رکھی۔ مثلاً یہ کہ بعض اقتباسات جو کتابوں

کے شروع سے لئے گئے۔ وہ ہم نے اپنی تالیف میں محل مناسب کے لحاظ سے بعد رکھے اور بعض جو کتابوں کے آخر سے لئے گئے وہ ہماری تالیف کے شروع میں اپنے محل پر درج ہوئے۔ علیٰ ہذا جو کتابیں پہلے شائع ہوئیں ان کے بعض اقتباسات اپنے مضمون کے لحاظ سے ہماری تالیف کے آخر میں آئے۔ جو آخر میں شائع ہوئیں ان کے بعض اقتباسات اپنی نوعیت کے سبب تالیف کے شروع میں بیٹھ گئے لیکن یہ تو تالیف کی خصوصیت اور خوبی ہے کہ جو مباحث بیسیوں کتابوں میں بلا کسی معنوی اور زمانی ترتیب کے متفرق اور منتشر تھے ان کو مضمون وار ترتیب دے کر ایک علمی شکل میں یکجا کر دیا کہ پورا خاکہ پیش نظر ہو جائے۔ دراصل قادیانی صاحبان کی یہی دلی خواہش ہے کہ ان کے مباحث میں اصلی ابہام و التباس اور انتشار برقرار رہے۔ اسی میں ان کی جیت ہے کہ مذہب کی پردہ داری اور قول و فعل میں آزادی رہے۔ اس تالیف نے ترتیب کی مدد سے راہ نکال کر راز داری اور آزادی کا خاتمہ کر دیا۔ قادیانی صاحبان اس ترتیب سے جس قدر بیزار ہوں معذور ہیں۔

(۴) جواب دہی کے قادیانی اصول

قادیانی صاحبان نے ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے متعلق جس حد تک جواب دہی کی ذمہ داری لی ہے اس کے اصول قابل ملاحظہ ہیں۔

(۱) "حضرت اقدس اور آپ کے خلفاء کے سوا دیگر اقوال ناقابل توجہ ہیں"۔ (تصدیق احمدیت ص ۷۷)

گویا مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اول و میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کے سوا باقی دوسرے قادیانی صاحبان کی کتابیں ناقابل توجہ ہیں۔ ان کی سند نہیں۔ اس لئے جواب دہی کی ضرورت نہیں۔ خاص قانونی نکتہ ہے۔ چنانچہ اس اصول کی مزید صراحت بھی کر دی گئی۔ ملاحظہ ہو:

"لیکن یہ بھی بتلا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ "تتمہ کتاب" ص ۷۹، پر جو مزید حوالہ جات برنی صاحب نے دیئے ہیں وہ نہ تو حضرت مرزا صاحب کتب کے نہ آپ کے خلفاء کی کسی کتاب کے ہیں اس لئے ان پر توجہ کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ اس لئے

کہ یہ بحث نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے متبعین ان کو کیا کہتے ہیں بلکہ بحث یہ ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو کیا کہتے ہیں۔ اس لئے تمہ کے حوالہ جات مطلقاً ناقابل توجہ ہیں"۔ (تصدیق احمدیت ص ۷۷)

اس شرح کے آخر میں ضمناً اور کنایتہً" یہ دونوں خلیفہ صاحبان بھی بحث سے خارج ہوگئے۔ صرف مرزا صاحب کی حد تک جواب دہی باقی رہ گئی۔ یہ ضمنی کنایہ آگے چل کر خود بھی ایک اصول کی صورت میں واضح ہوگیا ہے فی الحال اصول اول زیر بحث ہے۔

ہماری کتاب "قادیانی مذہب" کے تمہ ص ۷۹' پر جو مزید حوالہ جات درج ہیں اور قادیانی صاحبان کے نزدیک مطلقاً ناقابل توجہ ہیں۔ معلوم ہے وہ حوالہ کس کے ہیں؟ قادیانی صاحبان تو کیوں اس کو ظاہر کرنے لگے۔ وہ حوالے جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے صاحبزادے میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے ہیں۔ مگر چونکہ وہ نہ خود مرزا صاحب ہیں اور نہ مرزا صاحب کے کوئی خلیفہ' لہٰذا ازروئے قانون قادیان ان کے حوالہ جات مطلقاً ناقابل توجہ ہیں۔ یہ سچ ہے کہ وہ خلیفہ نہیں اور قادیانی ضابطہ میں ان قول قابل توجہ نہیں لیکن انصاف بھی تو کوئی چیز ہے۔ اول تو صاحبزادے' دوسرے ایم۔ اے آج کل کی تعلیم کچھ ہنسی کھیل نہیں ہے۔ اس کی تصدیق تو خود خلیفہ صاحب بھی فرماچکے ہیں۔

"جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا) کو یہ الہام ہوا اس وقت میں طالب علم تھا اور طالب علم بھی ایسا جو بہت فیل ہوتا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی ورنہ ' اگر کچھ پاس کرلیتا تو ممکن ہے مجھے خیال ہوتا کہ میں یہ ہوں۔ وہ ہوں..... اور واقعی یہ امرواقعہ ہے ہر جماعت میں فیل ہوتا تھا۔ میری صحت کمزور تھی اور اطباء نے کہا تھا اس کی تعلیم پر زور نہ دیا جائے ورنہ اسے سل ہو جائے گی۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر لائل پور مندرجہ اخبار "الفضل" جلد ۲۱' نمبر ۱۳۸' ص ۳' مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۴ء)

بہر حال جناب مرزا صاحب کے ایک صاحبزادے کے اقوال کی تائید کرنا اور محض

قانونی عذر پر دوسرے صاحبزادے کے اقوال "مطلقاً ناقابل توجہ" قرار دینا سراسر انصاف کے خلاف ہے۔ البتہ جواب دہی نہ ہوسکے تو یہ دوسری بات ہے۔

خیر مرزا صاحب کے ساتھ خلفاء کو شریک کرلیا۔ یہ بھی غنیمت تھا۔ لیکن جیسا کہ پہلے اصول کی شرح میں ضمنی اشارہ کیا گیا تھا۔ دوسرے اصول کے تحت خلفاء کے حوالہ جات بھی ناقابل توجہ قرار دیے گئے۔ صرف مرزا صاحب کا ذمہ باقی رہ گیا۔ کیسی بااصول کتر بیونت ہے۔ قانونی دماغ ان اصولوں سے خوب واقف ہیں۔ مقدمات کی جواب دہی میں ان سے بہت پناہ ملتی ہے۔ بہرحال دوسرا اصول بھی ملاحظہ ہو:

(۲) "جناب برنی صاحب نے اپنی کتاب کے تتمہ ص ۹۰' میں اس عنوان کے تحت کلمۃ الفصل اور حقیقۃ النبوۃ کے چند حوالے مزید دیے ہیں ان میں کوئی حوالہ حضرت مرزا صاحب کی کسی کتاب کا نہیں۔ حضرت مرزا صاحب کی کتاب کے بس یہی حوالے تھے اور ہمارے لئے ضروری نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی کتاب کے علاوہ بقیہ تمام احمدیہ لٹریچر کے حوالہ جات پر کوئی بحث کریں"۔ (تصدیق احمدیت ص ۱۳۱)

اصول واقعی بہت خوب ہے۔ اس میں بڑی عافیت ہے۔ لیکن صاحبزادوں کا معاملہ ہے۔ دبی زبان سے اقرار کرنا پڑا کہ کلمۃ الفصل حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے قلم سے ہے اور حقیقۃ النبوۃ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تصنیف ہے۔ لامحالہ اصول دوم کے خلاف حقیقۃ النبوۃ کی برائے گفتن تائید بھی کرنی پڑی۔ مثلاً یہ کہ حقیقۃ النبوۃ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار مقصود ہے نہ کچھ اور...... (گویا جواب ہوگیا)

لیکن سب سے بہتر تیسرا اصول ہے کہ مرزا صاحب کے حوالہ جات پر بھی بحث کو غیر ضروری سمجھا جائے۔ خاص کر جہاں معاملہ نازک ہو جائے اس اصول کے بعد جواب دہی بہت سہل اور معقول ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو ۱۷۴

(۳) اس کے بعد فصل چہارم میں برنی صاحب نے مرزا صاحب کے ارشادات کے اقتباسات دیے ہیں جن پر ہم کوئی بحث ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔ ہم نے کافی طور پر برنی صاحب کی خیانت اور تحریف کو فصل اول تا سوم کی تنقید میں ثابت کر دیا ہے۔ اب اس فصل کے ذیلی عنوانات جو کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتے ان پر تنقید غیر ضروری اور موجب

طوالت ہوگی اس لئے ان تمام حوالہ جات سے جو اس فصل کے عنوان نمبرا' کے تحت حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کے دیے ہیں کوئی قابل اعتراض بات پیدا نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ آپ اپنے تئیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ظاہر کرتے ہیں۔ گویا ظہور خود ذات پاک آنحضرت صلعم ہی کا ہے" (اور قادیانی صاحبان کے نزدیک یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں اور اس کا کوئی جواب بھی نہیں) حضرت مرزا صاحب کے متعلق ہم فصل دوم کے عنوان نمبر۵' کی تنقید میں تفصیل سے بیان کر آئے ہیں"۔ (حالانکہ فصل دوم میں نمبر۵' کا عنوان ہے"۔ تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت" اور فصل چہارم میں نمبرا' کا عنوان ہے۔ "حلول اور اتحاد کی حقیقت" ان دونوں مباحث میں کیا ربط ہو سکتا ہے۔ اس کے سوا فصل دوم کے عنوان نمبر۵' کی تنقید میں اس امر کا ذکر تک نہیں تاہم پیچھا چھڑانے کے لئے لکھ دینے میں کیا مضائقہ ہے۔ اصل مقامات کا کون مقابلہ کرتا ہے۔ اسی طرح کام چلتا ہے)"۔

بہرحال تینوں اصول قابل داد ہیں۔ اول تو یہ کہ مرزا صاحب اور خلفاء صاحبان کے حوالہ جات کا جواب دیں گے دیگر قادیانی تصانیف قابل توجہ نہیں۔ دوم یہ کہ صرف مرزا صاحب کے حوالہ جات کا جواب دیں گے۔ خلفاء کی کتابیں بھی قابل توجہ نہیں۔ سوم یہ کہ مرزا صاحب کے حوالہ جات کا بھی جواب ضروری نہیں۔ اس میں بھی طوالت کا خوف ہے اور پھر ہمارے نزدیک کوئی بات قابل اعتراض نہیں جس کے جواب کی ضرورت ہو۔ دوسروں کو اعتراض ہو تو ہوا کرے ہم پر کیا ذمہ ہے۔

یہ تین زریں اصول ہیں جن سے حسب مواقع جواب دہی میں کام لیا گیا ہے۔ قانون میں بھی امور متعلقہ اور غیر متعلقہ کی بحث بہت نازک مانی جاتی ہے اور ہوشیار وکلاء اس سے بہت کام نکالتے ہیں۔

ان اصولوں کے ہوتے ہوئے اگر کسی قادیانی صاحب کتاب کا باریک حوالہ پیش کیجئے تو اس کو گالی سنوایئے۔ مثلاً ملاحظہ ہو:

"الہامی حمل کے عنوان میں قاضی یار محمد (صاحب قادیانی) کے ایک رسالہ اسلامی قربانی کا حوالہ ہے جو ہم پر قابل پابندی نہیں۔ وہ ایک مجنون شخص تھا جو چاہے لکھ دے اس کی کوئی اصلیت نہیں"۔

(اللہ رے عتاب)۔ (تصدیق احمدیت ص ۱۷۳)

جب اچھے اچھے قادیانی صاحبان کی کتابیں جن میں جناب مرزا صاحب ہی کے مذہب کی تائید اور تشریح پیش کی گئی ہے۔ "مطلقاً ناقابل توجہ" ہوں تو قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ جناب سید بشارت احمد صاحب کی یہ کتاب "تصدیق احمدیت" کس نظر سے دیکھی جائے۔ جو حیثیت ہے ظاہر ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس کتاب کی تالیف میں چند بہتر دماغ بھی شریک ہیں لیکن اظہار مناسب نہیں تو کم از کم اپنے نام کے ساتھ وغیرہ لکھنا ضرور تھا کہ دیانت کا کچھ تو حق ادا ہو جاتا اور لوگوں کو بھی اعتبار ہوتا۔

بہرحال جواب وہی کے یہ خاص اصول ہیں ان کے علاوہ جو مزید تاویلات کی جاتی ہیں اور ان کی جو نوعیت ہوتی ہے ان کے چند نمونے خود "تصدیق احمدیت" میں درج ہیں۔ ناظرین خود ان کی قدر قیمت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

(۱۷) قادیانی تحریک کی ترکیب

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے اپنے مدارج اور اپنی فضیلت کے جو دعوے کیے ہیں اور اپنی شان کو جس حد تک بڑھایا ہے اس کے متعلق کافی اقتباسات قادیانی مذہب میں درج ہیں یہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ لیکن مرزا صاحب نے ایک بڑی دور اندیشی کی۔ وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کو اپنی شان کے واسطے اس طرح پردہ بنایا کہ اس کی آڑ میں جہاں تک جی چاہے بڑھیں۔ کوئی روک ٹوک نہ کر سکے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کی تعظیم میں لوگ مرزا صاحب کی ملحقہ شان کو بھی لامحالہ تسلیم کر لیں۔ متبعین نے بھی یہی طرز اختیار کیا۔ چنانچہ کثیر مثالوں میں سے ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو:

احمد ماشد چرا فخر الرسل! زانکہ وارد مقتدائے مصطفیٰ
گشت غالب برہمہ ادیان زاں بود در دستش لوائے مصطفیٰ
غیرت ای مردم مسیح ناصری جانشین گردد بجائے مصطفیٰ
ز ابن مریم بہ غلام احمد ست رہبر امت برائے مصطفیٰ

(نظم قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی پشاوری مندرجہ اخبار "الفضل قادیان" جلد ۲۲، نمبر

۲۰۲' ص ۳' مورخہ ۲۸ر جون ۱۹۳۵ء)

اس کے سوا جداگانہ طور پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور' نظم اور نثر میں کافی عقیدت اور نیاز کا اظہار کر دیا ہے۔ چنانچہ قادیانی صاحبان اس کلام سے خوب کام لیتے ہیں۔ جہاں مرزا صاحب کے بے جا دعووں پر کسی نے گرفت کی فوراً جواب میں کوئی نعت سنادی یا کوئی عقیدت نامہ پڑھ دیا کہ جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی محبت ہو' ایسا ادب ہو' اس کے دعووں پر اعتراض کرنا کہاں تک قرین انصاف ہو سکتا ہے۔ واقعی کیسا معقول عذر ہے۔ کچھ ایسا فتویٰ معلوم ہوتا ہے کہ خدانخواستہ اگر شراب میں زمزم شریف ملادیا جائے یا شراب کی بوتلوں کے ساتھ زمزم شریف کے شیشے بھی رکھ دیئے جائیں تو پھر شراب پر کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔

علیٰ ہذا اہل بیت اطہار اور بالخصوص حضرت امام حسین علیہ السلام کی شان میں تھوڑی سی مدح اور ہمدردی لکھ دی۔ اس کے بعد جس قدر بھی گستاخی کی جائے بجا ہے۔ بے ادبی کی جائے روا ہے۔ عذر یہ کہ شیعوں کا جواب ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا دبی زبان میں اعتراف کرلیا۔ اس کے بعد یہودیوں کے پردے میں جو چاہا سو کہا۔ حضرت مریم علیہا السلام تک کو نہ چھوڑا۔ عذر یہ کہ پادریوں کا جواب ہے اور نظر غور سے دیکھئے تو اپنی فضیلت کا حساب ہے اور کچھ نہیں۔

اگر مرزا صاحب کو حد پر روکیے اور غلطیوں پر ٹوکیے تو پھر انبیاء کی بھی خیر نہیں۔ بے دریغ سب پر ہاتھ صاف ہوتا ہے۔ زبان بندی کی آسان ترکیب ہے۔

(۱) اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جس کی رو سے ان کو اسلام سے ہی ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اگر ان کے دل میں تقویٰ ہوتی تو ایسے اعتراض کبھی نہ کرتے جن میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں"۔ (اعجاز احمدی ص ۵' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب روحانی خزائن ص ۱۱۳' ج ۱۹)

(۲) "میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جائیں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔

("تتمہ حقیقۃ الوحی" ص ۲۷' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب روحانی خزائن ص

۵۷۵' ج ۲۲)

سب سے بڑا دعویٰ اشاعت اسلام کا ہے۔ دین میں جو تفرقہ اور فساد پیدا کیا جارہا ہے۔ ظاہر ہے۔ لیکن شکایت کیجئے تو یہی جواب ملتا ہے کہ اشاعت اسلام کون کر رہا ہے۔ اشاعت کا ماحصل دیکھیے تو یہی کہ اسلام میں شدید اختلاف نمودار ہو۔ مسلمانوں میں فساد پھیلے اور اس کے معاوضہ کچھ دورافتادہ نو مسلموں کی فہرستیں شائع ہوجائیں جن کے دین و ایمان سے وہ خود ہی خوب واقف ہیں۔

غرض کہ خوش عقیدگی کی رشوت دے کر یا بے ادبی کی دھمکی دے کر مسلمانوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ یا تو موتا ہاں میں ہاں ملادیں' یا سکوت اختیار کریں۔ تاکہ قادیانی تحریک کی تبلیغ بلا روک ٹوک جاری رہے۔

(۱۸) امت محمد پر فضیلت

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب جب قادیانی صاحبان کے نزدیک مسیح موعود اور مہدی معہود بن گئے تو گویا امت محمدی میں سب سے افضل ہوگئے۔ کھلی منطق ہے:

"جیسا کہ ہم اوپر ظاہر کرچکے ہیں کہ اہل سنت و الجماعت کے عقائد میں ہے کہ حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ میں سب سے افضل ہوں گے اس لئے ہم کو ان دونوں یعنی حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ رضوان اللہ علیہما کے مرتبہ اور ان پر مسیح موعود کی فضیلت کی نسبت لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں"۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت اہل سنت و الجماعت کے خطبات جمعہ میں علانیہ اس عقیدہ کا اعلان کیا جاتا ہے کہ **افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق** تو جب مسیح موعود مہدی ابوبکرؓ سے افضل ہوں گے تو ظاہر ہے کہ بقیہ تمامی امت سے بھی افضل ہوں گے۔ اگر حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت حضرت علیؓ اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اہل سنت و الجماعت میں متفق علیہ ہے اور اس کی وجہ سے کوئی ہتک ان حضرات اہل بیت کی نہیں ہوتی تو مسیح موعود (مرزا صاحب) کی فضیلت تو بدرجہ اولیٰ قابل تسلیم ہے اور ناقابل اعتراض ہے اور جب ان تمام حضرات پر فضیلت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی عقیدتاً مسلم ہوگئی تو دیگر اولیاء امت اور حضرت شیخ جیلانی رحمتہ اللہ علیہم

کے ذکر کی کیا ضرورت ہے۔(تصدیق احمدیت ص ۱۴۴)

(۱۹) حضرت آدمؑ علیہ السلام پر فضیلت

جناب مرزا صاحب نے حسب عادت منجملہ دیگر انبیاء کے حضرت آدم علیہ السلام پر بھی اپنی فضیلت ظاہر کی ہے۔ غنیمت ہے کہ قادیانی صاحبان اس کو ایک سنگین الزام سمجھتے ہیں۔ مگر مرزا صاحب کو اس الزام سے بری قرار دیتے ہیں ان کی تاویل ہے کہ جو اقتباس کتاب "قادیانی مذہب" میں درج ہے اس سے مرزا [illegible] ـضلت ظاہر نہیں ہوتی۔ حالانکہ اظہر ہے۔ لیکن آخر وکالت بھی تو کوئی چیز ہے۔

نہیں۔ دوسرا اقتباس ملاحظہ ہو۔ شاید اس کا مطلب عقل میں آجائے۔ تاہم مرزا صاحب کے حق میں سنگین الزام تسلیم کرنا قادیانی صاحبان کے واسطے دشوار ہے۔

"آدم اور مسیح موعود میں کیا فرق ہے؟(ترجمہ

"آدم اس لئے آیا کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف بھیجے اور ان میں اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے اور مسیح امم اس لئے آیا کہ ان کو دارفنا کی طرف واپس لوٹائے اور ان میں سے اختلاف و مخاصمت' تفرقہ اور پراگندگی کو دور کرے اور انھیں اتحاد و محبت نفی غیر اور باہمی اخلاص کی طرف کھینچے اور مسیح اللہ کے اس اسم کا مظہر ہے جو خاتم سلسلہ مخلوقات ہے یعنی آخر جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قول ہو الاخر میں اس اشارہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ کائنات کے آخر ہونے کی علامت ہے۔

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص الف' روحانی خزائن ص ۳۰۸' ج ۱۶' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۲۰) بروز کی تشریح

جناب مرزا صاحب نے بروز سے جو مطلب نکالا ہے۔ قادیانی صاحبان نے تصدیق احمدیت میں یا تو کم علمی یا مصلحت سے اسے ٹالنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ ہماری کتاب قادیانی مذہب میں صاف صریح اقتباسات موجود ہیں۔ ذیل میں ہم مزید تشریح خود قادیانی صاحبان اور جناب مرزا صاحب کی طرف سے پیش کرتے ہیں:

"بعض دوستوں نے بروز کے معنی صرف ادنیٰ مشابہت کے سمجھے ہیں۔ چونکہ اس خیال سے حضرت مسیح موعود کی اصلی شان دنیا پر ظاہر نہیں ہوتی حالانکہ اسی شان فہمی پر آپ کے ماننے نہ ماننے کا مسئلہ موقوف ہے اس لئے میں آپ ہی کی تحریروں سے دکھانا چاہتا ہوں کہ آپ کن معنوں میں بروز سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونے کے مدعی تھے۔

...... اس مسئلہ کو حضور نے خطبہ الہامیہ میں خوب واضح کیا ہے۔ جو لفظ بہ لفظ یہاں نقل کیا جاتا ہے تاکہ برادران طریقت کے اطمینان قلب کا موجب ہو اور دوسروں پر اپنے مسیح کی شان واضح کر سکیں"۔

"اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی جیسا کہ آدم علیہ السلام چھٹے دن کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنی ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا۔ پس میں (غلام احمد قادیانی) وہی مظہر ہوں پس ایمان لا اور کافروں میں سے مت ہو...... پس اگر تو عقلمند ہے تو فکر کر اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے...... بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے"۔

(خطبہ الہامیہ ص ۱۸۰، ۱۸۱، روحانی خزائن ص ۲۶۶، تا ۲۷۲، ج ۱۶، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اس تشریح نے کالشمس فی نصف النہار ظاہر کر دیا کہ مسیح موعود کی بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے اور صرف فنافی الرسول کا درجہ مراد نہیں جو

اولیاء محمدیہ میں سے بہتوں کو نصیب ہوا اور نہ مثیل کا جس میں تھوڑی سی مشابہت بھی کافی ہوتی بلکہ یہاں تو معاملہ ہی جدا ہے"۔

(تشحیذالاذہان ص ۵۸۶' قادیان جلد ۸' نمبر ۱۲' ماہ دسمبر ۱۹۱۳ء)

قادیانی صاحبان اکثر دوسروں کو یاد دلاتے ہیں۔ مرنا ہے' خدا کو منہ دکھانا ہے۔ کبھی کبھی تاویل کرتے وقت خود بھی اگر عاقبت کو یاد کرلیں تو شائد ان کے حق میں بہتر ہو۔

(۲۱) مرزا صاحب کی نبوت

قادیانی صاحبان نے مرزا صاحب کی نبوت کی جو ضرورت بیان فرمائی ہے اس کے مدنظر وہ اپنی مصلحت سے مجبور معلوم ہوتے ہیں۔ اگر نبوت سے دست برداری دیتے ہیں تو مسیحیت بھی جاتی ہی اور بقول قادیانی صاحبان "اگر ان کا یہ دعویٰ غلط قرار پائے تو سارا قصہ ہی تمام ہو جائے"۔ اس لئے مسیحیت منوانے کے واسطے نبوت کا دعویٰ لابد ہوگیا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"ظاہر ہے کہ جو شخص مسیح موعود ہونے کا مدعی ہو اس کا نبی ہونا ضروری ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کہیں یہ کہہ دیتے کہ میں نبی نہیں ہوں تو ان کا دعویٰ مسیح موعود اس طرح باآسانی رد کیا جاسکتا تھا کہ ہم کسی ایسے مسیح کے منتظر نہیں کیے گئے جو نبی نہ ہو۔ اس لئے اصل بحث طلب دعویٰ حضرت کا دعویٰ مسیحیت ہے۔ اگر ان کا یہ دعویٰ غلط قرار پا جائے تو سارا قصہ ہی ختم ہوجاتا ہے"۔ (تصدیق احمدیت ص ۳۹)

اب نبوت کی تشریح ملاحظہ ہو:

"اس لئے احمدیوں میں سے کوئی شخص بھی اس کا قائل نہیں ہے کہ حضرت مرزا صاحب امت محمدیہ میں سے الگ ہو کر کوئی ایسے نبی تھے جو براہ راست خدا سے ہدایت پا کر علیحدہ مذہب اور شریعت لے کر آتا ہے"۔ (تصدیق احمدیت ص ۲۹)

" میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ویسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے۔ پہلے انبیاء نے بلاواسطہ نبوت پائی اور آپ نے بالواسطہ"۔

("القول الفصل" ص ۳۳، مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں"۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار "الحکم قادیان" مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء)

"اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت اخرین منھم سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے"۔

(کلمۃ الفصل صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" ص ۱۵۸، نمبر ۳، جلد ۱۴)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں   اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

(از قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل قادیانی۔ منقول از اخبار "پیغام صلح" مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۶ء)

(۲۲) حمل کی بحث

جناب مرزا صاحب کے حمل کا ماجرا بظاہر عجیب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قادیانی صاحبان کا بیان ہے کہ تصوف میں یہ بھی ایک مقام ہے چنانچہ اسی رعایت سے ہم نے بھی عنوان الہامی حمل رکھا ہے۔ خالی حمل میں مغالطہ کا اندیشہ تھا۔ بہرحال قادیانی تصوف کے نکات ملاحظہ ہوں:

"اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر (۴) ص ۱۹، میں بابو الٰہی بخش کی نسبت یہ الہام ہے۔ یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے"۔

(تتمہ "حقیقۃ الوحی" ص ۱۴۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب "روحانی خزائن" ص ۵۸۱، ج ۲۲)

"حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی

حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالی نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔

("اسلامی قربانی" نمبر ۳۴ ص ۲' مصنفہ قاضی یار محمد صاحب قادیانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

"مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام...... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور پر میں ابن مریم ٹھہرا"۔

("کشتی نوح" ص ۴۷' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب "روحانی خزائن" ص ۵۰' ج ۱۹)

قادیانی صاحبان مرزا صاحب کی تصدیق کرتے ہیں لیکن قاضی صاحب کو مجنون بتاتے ہیں۔ زلہ بر عضو ضعیف می ریزد۔ قادیانی صاحبان نے مرزا صاحب کے حمل کی ایک نظم بھی درج کی ہے اور فرمائش کی ہے کہ جس کو ذوق تصوف ہے' سنے اور سر دھنے۔ یہ تصوف ان ہی صاحبان کو مبارک ہو۔ انہیں اختیار ہے سر دھنیں یا سر پٹکیں۔

(۲۴) حضرت مسیح کی شان

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو عیسائیوں سے بھی خوب چلی۔ مناظرے ہوئے اشتہار بازی ہوئی۔ گالی گلوچ تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ فوجداری تک نوبت پہنچی۔ مقدمے چلے۔ ان تمام معرکوں میں سے سب زیادہ مشہور عبداللہ آتھم کا قصہ ہے کہ اول مرزا صاحب نے اس سے مناظرہ کیا۔ پھر یہ پیش گوئی کہ اتنے عرصہ کے اندر فلاں تاریخ تک وہ مرجائے گا۔ ضعیف اور سن رسیدہ ہونے کے باجود وہ پیش گوئی کی کہ اتنے عرصہ کے اندر فلاں تاریخ تک وہ مرجائے گا۔ ضعیف اور سن رسیدہ ہونے کے باوجود وہ پیش گوئی کی تاریخ پر نہ مرا بلکہ کافی عرصہ تک بعد کو زندہ رہا۔ چنانچہ ایک چشم دیدہ یادگار مولوی رحیم بخش صاحب قادیانی' ایم۔ اے نے اپنے والد صاحب (مرزا صاحب کے ایک صحابی یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب قادیانی) کے

حالات میں لکھی ہے جو ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ بہت سبق آموز ہے:

"۵ر ستمبر ۱۸۹۴ء کو جس دن عبداللہ آتھم والی پیش گوئی کے پورا ہونے کا انتظار تھا آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب) قادیان میں تھے' فرمایا کرتے تھے کہ حضرت (مرزا) صاحب اس دن یہ فرماتے تھے کہ آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ آتھم مرجائے گا۔ مگر جب سورج غروب ہوگیا تو لوگوں کے دل ڈولنے لگے۔ آپ (یعنی ماسٹر قادر بخش صاحب) فرماتے تھے کہ اس وقت مجھے کوئی گھبراہٹ نہیں تھی۔ ہاں فکر اور حیرانی ضرور تھی۔ لیکن جس وقت حضور نے تقریر فرمائی اور ابتلاؤں کی حقیقت بتلائی تو طبیعت بشاش اور انشراح صدر پیدا ہوگیا اور ایمان تازہ ہوگیا۔ (ماسٹر قادر بخش صاحب) فرماتے تھے کہ میں نے امرتسر جا کر عبداللہ آتھم کو خود دیکھا۔ عیسائی اسے ایک گاڑی میں بٹھائے ہوئے بڑی دھوم دھام سے بازار میں لئے پھرتے تھے۔ لیکن اسے دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ واقعہ میں یہ مرگیا ہے اور یہ صرف اس کا جنازہ ہے جسے لئے پھرتے ہیں۔ آج نہیں تو کل مرجائے گا"۔ (اخبار "الحکم قادیان" جلد ۲۵' نمبر ۳۴' مورخہ ۷ر ستمبر ۱۹۲۳ء)

بعد کو اس پیشن گوئی پر بڑا ہنگامہ مچا۔ لوگوں نے مرزا صاحب کو بہت چھیڑا اور خوب گالیاں کھائیں۔ دوسرے غلط پیش گوئیوں کی طرح اس کی تاویل کو بھی بہت کچھ طول دیا گیا اور سخن پروری کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ بہرحال ان قصوں میں لامحالہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام دونوں لپیٹ میں آگئے۔ عیسائیوں کی طرف سے دل جلا ہوا تھا۔ مرزا صاحب نے خوب دل کا بخار نکالا اور دل کو یوں سمجھا لیا کہ عیسائیوں کے مسیح اور مریم کو برا کہتا ہوں اور عیسائیوں سے بد زبانی کا بدلہ لیتا ہوں۔ اس روداد کو جاننے کے بعد سمجھ میں آسکے گا کہ یہودیوں کے پردے میں مرزا صاحب نے حضرت عیسٰی علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام کی شان میں اس درجہ گستاخی کیوں اختیار کی' مثلاً ملاحظہ ہو:

ایک مردہ پرست فتح مسیح نام نے فتح گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور سے پھر اپنی پہلی بے حیائی کو دکھلا کر ایک گندہ اور بد زبانی سے بھرا ہوا خط لکھا

ہے۔ جس میں وہ پھر اپنی بے شرمی سے کام لے کر یہ ذکر بھی درمیان میں لاتا ہے کہ آتھم کی نسبت پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ سو ہم اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے بارے میں بہت کچھ ثبوت رسالہ "انوار الاسلام" اور رسالہ "ضیاء الحق" اور رسالہ "انجام آتھم" میں دے چکے ہیں...... یسوع کی تمام پیش گوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے' اگر ایک پیش گوئی بھی اس پیش گوئی کے پلہ اور ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں۔

"عیسائیوں نے بہت سے آپ (حضرت عیسیٰ) کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا...... ممکن ہے آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے...... اس تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں"۔

"آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پزیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے"۔

"بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن

سے کوئی غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کی یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں"۔

(ضمیمہ "انجام آتھم" حاشیہ ص ۳ تا ۸' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب "روحانی خزائن" ص ۲۹۲ تا ۲۸۷' ج ۱۱)

اب تک تو یہ عذر تھا کہ ہم عیسائیوں کے یسوع کو برا کہتے ہیں۔ اب اسلام کے عیسیٰ پر کیا عنایت ہوتی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمایئے:

اور یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملے میں اور ان کی پیش گوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں۔ بغیر اس کے کہ یہ کہدیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے۔ کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی' بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ احسان قرآن کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا ہے"۔

"غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان پیش گوئیوں پر یہود کو سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو رفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں۔ مگر یہاں نبوت بھی ان کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں"۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ "کتاب نزول المسیح" ص ۱۳' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب "روحانی خزائن" ص ۱۲۰' ج ۱۹)

مندرجہ بالا اقتباسات پڑھنے سے واضح ہو گا کہ درپردہ مرزا صاحب کو اپنی پیش گوئیوں بالخصوص آتھم والی پیش گوئی کے غلط ہونے کی خفت ہے۔ لوگوں کے طعن و تشنیع کا ملال ہے اور وہ کس طرح باتوں باتوں میں عیسائیوں

کے دل جلانے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنا غصہ نکالتے ہیں۔

مگر مرزا صاحب کی ستم ظریفی کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔

"اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اس قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو ناحق توڑا گیا؟ اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی؟ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض"۔

("کشتی نوح" ص ۱۶' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب "روحانی خزائن" ص ۱۸' ۱۷' ج ۱۹)

اللہ رے بیباکی' کیسے طنز آمیز کنایات ہیں کہ ایمان لرز جائے لیکن قادیانی صاحبان کے نزدیک سب بجا اور درست ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔ قادیانی اخلاق میں بہت وسعت ہے۔ لیکن مرزا صاحب بات کو اس حد تک بڑھاتے ہیں ان کا دلی منشاء سمجھنے میں کسی شک کی گنجائش نہ رہے' استغفراللہ۔

"پانچواں قرینہ ان کے (یعنی افغانیوں کے) وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں۔ مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلاتکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا

اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے"۔ ("ایام الصلح" ص ۶۶' مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"بزرگوں نے بہت اصرار کرکے بسرعت تمام مریم اس (یوسف نجار) سے نکاح کرا دیا اور مریم کو ہیکل سے رخصت کرا دیا۔ تاکہ خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ ہوں۔ کچھ تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہوگیا جس کا نام یسوع رکھا گیا"۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا ارشاد مندرجہ اخبار "الحکم قادیان" مورخہ ۲۴ر جولائی ۱۹۰۲ء)

یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی"۔ ("کشتی نوح" ص ۱۶' حاشیہ مصنفہ مرزا غلام قادیانی صاحب "روحانی خزائن" ص ۱۸' ج ۱۹")

کیا قادیانی صاحبان سے توقع ہو سکتی ہے کہ مطلب سمجھیں اور استغفار کریں؟

(۲۴) کنویں میں چنے

مرزا قادیانی صاحب کو پیش گوئی کا بڑا دعویٰ تھا اور اس کو اپنی نبوت کا بڑا کمال سمجھتے تھے۔ معرکہ کی پیش گوئیوں میں آتھم کی پیش گوئی بھی بہت مشہور ہے۔ چنانچہ اس کا مختصر ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس پیش گوئی کی خاطر مرزا صاحب نے کیا' کیا کوششیں کیں؟ ذیل کے ایک واقعہ سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اسی مرزا صاحب کی ذہنیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔ یوں بھی ایک لطیفہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود نے مجھ سے (میاں حامد علی مرحوم) سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو۔ (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی)

میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل ہے اور ہم نے یہ وظیفہ قریباً ساری رات صرف کرکے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے اور فرمایا کہ یہ دانے کسی غیر آباد کنویں میں ڈالے جائیں گے اور فرمایا کہ جب میں دانے کنویں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہیے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنوئیں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ جلدی' جلدی واپس چلے آئے اور کسی نے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا"۔

("سیرۃ المہدی" حصہ اول ص ۱۵۹' روایت نمبر ۱۴۰' مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۲۵) حق ایجاد

جناب مرزا صاحب کی زندگی کے دو دور کی بحث پر قادیانی صاحبان نے ہم کو مسیحی پادریوں سے تشبیہ دی ہے۔ حالانکہ وہ واقف ہیں کہ دو دور کی بحث خود ان کے خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب کی ایجاد ہے۔ خلیفہ صاحب اسی ایجاد پر جناب مرزا صاحب کی نبوت کی بنیاد جماتے ہیں۔ اپنے مذہب کی ساری عمارت بناتے ہیں۔ جس کو دیکھ کر غیر تو غیر خود مال اندیش قادیانی بہت واویلا مچاتے ہیں کہ ہائے میاں صاحب کیا غضب ڈھاتے ہیں۔

بہر حال مسیحی پادریوں سے مشابہت کا جو کمال ہے وہ خود خلیفہ صاحب کا حصہ ہے اور کوئی اس میں کیونکر شریک ہو سکتا ہے۔ اول تو دو دور کا حق ایجاد ان ہی کو حاصل ہے۔ دوم خود ان کے والد صاحب مسیح موعود تھے اور پہلے مسیح سے افضل تھے۔ لہٰذا افضل مسیح کا بیٹا اور خلیفہ تو بڑے' بڑے مسیحی پادریوں سے بڑھ کر ہوا۔ جائیکہ قادیانی

صاحبان اپنی بے توفیقی سے ان کو مسیحی پادریوں کے برابر مشابہ ماننے میں بخل کریں۔
جناب مرزا صاحب کی زندگی کے دو دور خود میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کی خاص تحقیق ہے اگرچہ لاہوری جماعت کو تو اب بھی اس دورنگی سے انکار ہے۔ ملاحظہ ہو:
"اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے۔ پس...... یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ (مرزا صاحب) نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے' اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلطی ہے"۔ ("حقیقتہ النبوۃ" ص ۱۲۱' مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۲۶) قادیانی لام

تصدیق احمدیت کے بعض حصے تو اپنی بیوست اور سخن سازی کے لحاظ سے سراسر قانونی جواب دعویٰ معلوم ہوتے ہیں جس میں حق ناحق سے بڑھ کر مقدمہ کی ہار جیت کا جذبہ غالب ہے' وکالت میں پختہ کاری کا حق ادا کیا گیا ہے۔ باقی حصے مضمون نگاری کے ادنیٰ نمونے ہیں تاہم کہیں' کہیں انشاپردازی کی بھی کوشش نظر آتی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ہم پر خوب لام باندھا ہے۔ ملاحظہ ہو:
یہ ہے برنی صاحب کے تصرف کا حال' اس کی ایک اور مثال' ان کا باطل خیال' غریب کم علم لوگوں کے لئے جال اور حق کو دبانے کی ایک چال' جو انشاء اللہ ایک دن ضرور لائے گی ان پر وبال"۔ (تصدیق احمدیت ص ۳۵)
جن صاحب نے بھی ہمت کی داد کے مستحق ہیں۔ لیکن اگر محض قیاس آرائی کے بجائے واقعات پر طبع آزمائی کرتے تو عبارت اور مضمون میں بہت اصلاح ممکن تھی۔ مثلاً:
ملتے ملتے رہ گیا مال۔ اگلی باتیں خواب و خیال۔ روز و شب ہے یہی ملال۔ کیسا آگیا زوال سنبھلنا ہو گیا محال۔ حواس نہیں رہے بحال' کہ نظر آگیا مال' انفعال' انفعال' انفعال' انفعال۔

(۲۷) قرآنی احکام

قادیانی صاحبان جو صاف' صاف قرآن کی گرفت میں آئے تو بہت گھبرائے۔ لیکن سورہ توبہ میں اپنا حال پڑھ کر بھی توبہ کی توفیق نہیں ہوئی بلکہ حسب عادت گریز اختیار کیا۔ کچھ تضحیک' کچھ قرآن کریم کی تاویل۔ مگر اس درجہ بے اختیار و بے محل کہ حرکت مذبوحی معلوم ہوتی ہے۔ آخر یہ فرار کب تک۔ آج نہیں تو کل حقیقت کھل جائے گی۔ زبان درازی کام نہ آئے گی۔ بلکہ انجام بد دکھائے گی۔

کیفیت یہ ہے کہ قادیانی صاحبان اپنی کارگزاریاں دکھاتے ہیں۔ کارنامے سناتے ہیں۔ کاموں پر اتراتے ہیں۔ ان میں دو جماعتیں ہیں۔ لاہوری اپنے عقائد میں نسبتاً نرم ہیں اور قادیانی سخت۔ حتیٰ کہ وہ اسلام کو صرف اپنا حق بتاتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ رشتے ناتے۔ غمی۔ شادی کے تعلقات چھڑاتے ہیں۔ خوب تفرقہ پھیلاتے ہیں۔ یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی امت کہلاتے ہیں۔ مرزا صاحب اپنے کو مسیح موعود اور مہدی معہود بتاتے ہیں۔ نبوت اور رسالت تک جاتے ہیں۔ بڑے بڑے دعویٰ زبان پر لاتے ہیں۔ جن سے ایمان لرز جاتے ہیں۔ یہ لوگ ان کے مذہب کی تبلیغ کراتے ہیں۔ مگر ٹوکیے تو قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم تو اسلام کی خیر مناتے ہیں۔ گویا الٹی خیر خواہی جتاتے ہیں۔

معروضہ یہ تھا کہ قادیانی دعووں کا قرآن شریف سے ایسا جواب ملے کہ ان کی اصل حقیقت عیاں ہو جائے۔ سو بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں جو ایماء ہوا وہ سراسر قرآن شریف کا معجزہ ہے۔ گویا کہ قادیانی تحریک کا نقشہ کھینچ دیا۔ اس پر بھی آنکھیں نہ کھلیں تو مایوسی ہے۔ **من کان فی هذا لا اعمی فهو فی الاخرة اعمی واضل سبیلا** (۱۵/۸) نعوذ باللہ من ذلک۔

قرآنی احکام ملاحظہ ہوں۔ سبحان اللہ! کیا اعجاز ہے:

آیات

وقل اعملوا فسیر اللہ عملکم و رسوله والمومنون و ستردون الی عالم الغیب والشهادة فینبئکم بما کنتم تعملون۔ واخرون مرجون لامر اللہ اما یعذبهم واما یتوب علیهم واللہ علیم حکیم۔ والذین اتخذو ا مسجدا ضرارا و کفرا و تفریقا بین المومنین وار صادا لمن حارب اللہ و رسوله من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنی و اللہ یشهد

انهم لکذبون۔

(سورہ توبہ، رکوع ۳)

ترجمہ: کہہ دو کہ عمل کیے جاؤ پھر آگے دیکھے گا اللہ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول اور مسلمان اور جلد لوٹائے جاؤ گے ایسے کیطرف جو چھپے اور کھلے کا واقف ہے تو وہ تم کو جتا دے گا جو تم کر رہے تھے اور کچھ وہ لوگ ہیں جن کا معاملہ ملتوی ہے اللہ کے حکم پر یا ان کو عذاب دے یا ان کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے اور دوسرے وہ لوگ جنھوں نے بنا کھڑی کی ہے ایک جدا مسجد ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور پناہ دینے کو اس شخص کو جو لڑ رہا ہے اللہ اور اس کے رسول سے پہلے سے اور اب قسم کھانے لگے گے بجز بھلائی کے ہمیں کچھ مقصود نہ تھا۔ اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل کاذب اور جھوٹے ہیں۔ (۵۳ر۴)

کاذبین کی حقیقت قرآن کریم سے بخوبی واقف ہوگئی۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ جو قادیانی صاحبان ہمیشہ ورد کرتے ہیں۔ یہ تو صریح خودکشی ہے۔ اس کے بجائے توبہ اور استغفار کریں تو ممکن ہے کہ فتنہ سے خلاصی ہو کر پھر ہدایت نصیب ہو۔

بہرحال اللہ تعالٰی مسلمانوں کو فتنہ سے محفوظ رکھے اور صراط مستقیم پر استقامت عطا فرمائے۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔ والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔